REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ہفت روزہ بدر قادیان ۔ ۱۳۵۱۶

جلد ۴۱ ۔ شمارہ ۲۵

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وّ انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ ۔ محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
ممالک بیرون:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۶ ذوالحجہ ۱۴۱۲ ہجری ۔ ۱۸ احسان ۱۳۷۱ ہش ۔ ۱۸ جون ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر وعافیت ہیں ۔ الحمد للہ ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں ۔

اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے ۔ آمین ۔

جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اُسے ہر ذلّت سے نجات دیتا اور خود اُس کا حافظ وناصر بن جاتا ہے

ارشادِ باری تعالےٰ :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (الحشر : آیت ۱۹)

ترجمہ :- " اے مومنو ! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ۔ اور چاہیئے کہ ہر جان اِس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے ۔ اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے ۔"

فرمانِ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم :

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ ۔ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ الْاَمَانِیَّ ۔ (ترمذی)

ترجمہ :- عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے ۔ اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی آرزوؤں کی تکمیل کا خواہشمند رہے ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں :-

" تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی ۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اُس باغ کے پھل کھانے کے لئے بھی تم کو چاہیئے کہ اس باغ کو دفت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کرکے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ اور اعمالِ صالحہ کے پانی کی نہر سے اُس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو ۔ اور پھلے پھُولے اور اس قابل ہوسکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ ۔ یاد رکھو ایمان بغیر اعمالِ صالحہ کے ادھورا ایمان ہے ۔ کیا وجہ ہے کہ اگر ایمان کامل ہو تو اعمالِ صالحہ سرزد نہ ہوں ؟ اپنے ایمان اور اعتقاد کو کامل کرو ورنہ کسی کام کا نہ ہوگا ۔ لوگ اپنے ایمان کو پُورا ایمان تو بناتے نہیں پھر شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں وہ انعامات نہیں ملتے جن کا وعدہ تھا ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہُوا ہے کہ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۔ یعنی جو خدا کا متقی اور اس کی نظر میں متقی بنتا ہے اس کو خدا تعالیٰ ہر ایک تنگی سے نکالتا اور ایسی طرز سے رزق دیتا ہے کہ اُسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ کہاں سے اور کیونکر آتا ہے ۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ برحق ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا اور بڑا رحیم کریم ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے وہ اُسے ہر ذلت سے نجات دیتا اور خود اُس کا حافظ وناصر بن جاتا ہے ۔ مگر وہ جو ایک طرف دعویٰ اتقا کرتے ہیں اور دوسری طرف شاکی ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ برکات نہیں ملے ۔ ان دونوں میں سے ہم کس کو سچا کہیں ۔ اور کس کو جھُوٹا ؟ خدا تعالےٰ پر ہم کبھی الزام نہیں لگا سکتے ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا ۔ ہم اُس مدّعی کو جھُوٹا کہیں گے ۔ اصل یہ ہے کہ ان کا تقویٰ یا اُن کی اصلاح اس حد تک نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابلِ وقعت ہو یا وہ خدا کے متقی نہیں ہوتے ۔ وہ لوگوں کے متقی اور ریاکار انسان ہوتے ہیں ۔ سو ان پر بجائے رحمت اور برکت کے لعنت کی مار ہوتی ہے جس سے سرگرداں اور مشکلات دُنیا میں مبتلا رہتے ہیں ۔ خدا تعالےٰ متقی کو کبھی ضائع نہیں کرتا ۔ وہ اپنے وعدوں کا پکّا اور سچّا اور پورا ہے ۔"

" حضرت داؤد علیہ السلام زبور میں فرماتے ہیں کہ مَیں بچّہ تھا جوان ہُوا ۔ جوانی سے اب بُڑھاپا آیا مگر مَیں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا اور نہ اس کی اولاد کو دربدر دھکّے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا ۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۴)

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔ اے ۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان ۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

دو تازہ نظمیں

(۱)

اِک چاند معلّق ہے ستاروں کے سہارے

آج سے تقریباً چالیس برس پہلے بعض (وفات یافتگان) کی یاد میں کچھ شعر کہے تھے مگر نظم مکمل نہ ہو سکی اور رفتہ رفتہ تقریباً بھول ہی چکی تھی کہ اب آصفہ بیگم کی وفات نے اس مٹتی ہوئی یاد کو اُجاگر کر دیا۔ اور سب نہیں تو اکثر شعر یاد آ گئے۔ اب، ان میں کچھ اضافہ کے ساتھ نظم مکمل کر لی ہے جو بھجوا رہا ہوں۔ والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد ۱۹-۴-۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء

ہے حسن ہی صنوِ غم کے شراروں کے سہارے
اِک چاند معلّق ہے ستاروں کے سہارے

اِک شعلہ سا لرزاں ہے سرِ گورِ تمنّا
اِک غم جیئے جاتا ہے مزاروں کے سہارے

تُو رُوٹھ کے اُمیدوں کا دِل توڑ گیا ہے
اے میری اُمنگوں کے سہاروں کے سہارے

ناداری میں ناداروں کے رکھوالے تھے کچھ لوگ
بخشش کے بھکاری، گنہگاروں کے سہارے

سُکھ بانٹتے پھرتے تھے مگر کتنے دُکھی تھے
بے چارگیٔ غم میں بچاروں کے سہارے

مرتے ہیں جب اللہ کے بندوں کے نگہبان
کون جیتے ہیں خود اُن کے دُلاروں کے سہارے؟

وہ ناؤ خدا بنتا ہے خود جس کا کھویا
پاگل ہے کہ ڈھونڈے ہے وہ کناروں کے سہارے

کانٹوں نے بہت یاد کیا اُن کو خزاں میں
جو گُل کبھی زندہ تھے بہاروں کے سہارے

کیا اُن کا بھروسہ ہے جو دیتے تھے بھروسے
لو۔ مر گئے جیتے تھے جو پیاروں کے سہارے

دیکھو! مِرے سب پیاروں کو تھا تم سے بہت پیار
میرے ہی نہیں، تم تھے ہزاروں کے سہارے

آ بیٹھ مرے پاس، مِرا دستِ تہی تھام
مت چھوڑ کے جا۔ درد کے ماروں کے سہارے

(۲)

تِری بقا کا سفر تھا قدم قدم اِعجاز

سیدنا حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

آصفہ بیگم کے وصال سے تقریباً دو ہفتے پہلے تہجد کے وقت جب آنکھ کھلی تو ذہن میں الفاظ کے بغیر ہی بعض اشعار کا مضمون مترنم تھا۔ بحر معین تھی اور قافیہ و ردیف "دم اعجاز" "قدم اعجاز" وغیرہ کی تال پر تھے۔ صبح میں نے اس مضمون کو دو شعروں کے سانچے میں ڈھالا اور ہسپتال جاکر آصفہ بیگم کو یہ شعر سُنائے تو انہیں بہت روحانی تسکین ملی۔ اور نمناک آنکھوں میں جذباتِ تشکر جھلملانے لگے۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ نظم مکمل ہو جائے گی تو آئندہ جلسہ پر خواتین کے اجلاس میں مریم بیٹی سے کہوں گا کہ ہماری موجودگی میں پڑھ کر سُنائے۔ بعد ازاں اُن کی زندگی میں یہ نظم مکمل کرنے کا وقت میسر آیا نہ دماغ۔ ہر روز مرض میں نئی پیچیدگیاں پیدا ہونے لگیں۔ ہر شب کی دُعائیں اس پیچیدگی کے قدم روک لیتیں لیکن ایک فکر سے نجات ملتی تو ایک دوسری دامنگیر ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ یہ تقدیر واضح نقش کے طور پر اُبھر آئی کہ روزمرّہ قبولیتِ دُعا اور شفاء کی یہ جھلکیاں محض دلداری اور نرم سلوک کا مظہر ہیں۔ ورنہ تقدیرِ مُبرم کو کوئی دُعا ٹال نہیں سکتی۔

جب یہ رمز و کنایہ مجھ پر روشن ہو گیا تو ایک رات میں نے بارگاہِ الٰہی میں اسی مضمون کا رونا رو یا لیکن کامل طور پر حدودِ بندگی اور حدِ ادب کے اندر رہتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ مجھے شبہ سا پڑ رہا ہے گو قطعی طور پر صرف تُو جانتا ہے کہ تُو کیا مقدّر فرما چکا ہے۔ مجھے تو یہ بھی اعتماد نہیں کہ جو مانگوں وہ کہیں خیر کے پردے میں شر نہ نکلے۔ پس حضرت موسیٰؑ کے الفاظ میں میری التجا یہی ہے کہ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔

دوسرے روز جب میں نے بی بی کو اختصار کے ساتھ یہ روئیداد سُنائی تو رونے کی آواز تو نہ آئی مگر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اُن کی وفات تک میں یہی سمجھتا رہا کہ اپنی بے چارگی کی حالت پر رو رہی تھیں مگر وفات کے بعد مجھے فائزہ بیٹی اور امۃ القدوس نے بتایا کہ وہ اپنی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے رو رہی تھیں کہ میں ان کی تکلیف کو اتنا محسوس کر رہا ہوں اور سخت کرب میں مبتلا ہوں۔

نظم کے جو پہلے دو شعر اُن کی زندگی میں ہوئے تھے وہ صرف دو لفظی تبدیلیوں کے ساتھ اِس طرح پوری نظم میں شامل ہیں۔ پہلے مصرعہ میں "بقا" کی بجائے "شفاء" کا لفظ تھا۔ اور "تھا" کی بجائے "ہے" کا۔ گویا مصرعہ یوں تھا "تِری شفاء کا سفر ہے قدم قدم اعجاز"

والسلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

تِری بقا کا سفر تھا قدم قدم اعجاز
بدن سے سانس کا ہر رشتہ دم بدم اعجاز

تِرا فنا کے اُفق سے پلٹ پلٹ آنا
دُعا کے دوش پہ نبضوں کا زیر و بم اعجاز

تھا اِک کرشمۂ پیہم تِرا دلِ بیمار
دِکھایا ہو گا کسی دل نے ایسا کم اعجاز

نحیف جان، بہت بوجھ اُٹھا کے چلتی رہی
ہر ایک نقشِ قدم پر تھا مُرتسم اعجاز

اسی کا فیض تھا ورنہ مِری دُعا کیا تھی
کہے سے اس کے دکھاتا تھا میرا غم اعجاز

جب اس کا اِذن نہ آیا، خطا گئی فریاد
رہی نہ آہ کرشمہ، نہ چشمِ نم اعجاز

غِنا نے اس کی جو عرفانِ بندگی بخشا
نہیں تھا وہ کسی جُود و عطا سے کم اعجاز

بچشمِ نم تمہیں سمجھایا، بس خدا کے لئے
دِکھاؤ نا، سرِ تسلیم کر کے خم اعجاز

یونہی شماتتِ اعداء سے مت ڈرو بی بی!
ہمارے حق میں دکھائیں گے یہ ستم اعجاز

ہو موت اس کی رضا پر یہی کرامت ہے
خوشی سے اس کے کہے میں جو کھائیں سَم اعجاز

وہیں تمہاری اَنا کا سفر تمام ہُوا
حیات و موت وہیں بن گئے بہم اعجاز

نحیف ہونٹوں سے اُٹھی ندائے اِستغفار
نوائے توبہ تھی اللہ کی قسم اعجاز

مجھے کبھی بھی تم اِتنی نہیں لگیں پیاری
وہ حُسن تھا ملکوتی، وہ ضبطِ غم اعجاز

اُسی کی ہو گئیں تم اُس کے امر ہی سے تمہیں
اَمَر بنانے کا دِکھلا گئی عدم اِعجاز

کبھی تو آ کے ملیں گے چلو۔ خدا کے سپرد
کبھی تو دیکھیں گے اِحیائے نَو کا ہم اِعجاز

(بشکریہ ماہنامہ "خالد")

منقولات

بلا تبصرہ

پاکستان میں شناختی کارڈوں پر اقلیتوں کا مذہب بھی درج ہوگا

صدر نے بنیاد پرست مسلم لیڈروں کی مانگ منظور کر لی۔ پاکستان بدترین نسل پرستی کی راہ پر

نئی دہلی ۳۱ مئی - (یو۔ این آئی) پاکستان کے صدر غلام اسحاق خاں نے حال ہی میں جو یہ مانگ منظور کی ہے کہ دیش میں اقلیتوں کو جاری کئے جانے والے شناختی کارڈوں میں ان کے مذہب کا ذکر کیا جائے" اور ان کا رنگ، اکثریتی فرقہ کے شناختی کارڈوں سے مختلف ہو۔ اسے نکتہ چینیوں نے پاکستانی شائونسل دار قرار دیا ہے۔ اخبار فرنٹیئر پوسٹ نے یہ خبر دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مانگ مذہبی لیڈروں کے ایک گروپ نے اُن کے ساتھ حالیہ میٹنگ میں رکھی تھی۔

(باقی دیکھئے صلا پر)

خطبہ جمعہ

اگر ساری جماعت اللہ تعالیٰ کے کام کو سنجیدگی سے لے گی تو مجھے کامل یقین ہے کہ خدا ہمیں عظیم خوشخبریاں دکھائے گا

میرے یہاں قیام کے دوران موجودہ سال کو نکال کر ۲ لاکھ ۳۷ ہزار ۸ سو ۶۷ بیعتیں ہو چکی ہیں۔ !

پھل پک رہے ہیں یہ اکٹھے جھولی میں گریں گے اور تھوڑے عرصے کے اندر لاکھوں بیعتیں ہو سکتی ہیں

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ ۲۵ر اخاء/اکتوبر ۱۳۷۰ ہش ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن !

نوٹ :- مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتۃً اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے - ادارہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ
كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۗ
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝
وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا
وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ
وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

(سورۃ انفال : آیات ۴۴ - ۴۵)

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :-

یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے، ان کا تعلق غزوۂ بدر سے ہے اور غزوۂ بدر سے پہلے کی اس رؤیا کا ان میں ذکر کیا گیا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو تھوڑا کر کے دکھایا تھا۔ یعنی اگرچہ عملاً دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی مگر اس مبارک رؤیا میں دشمن کی تعداد تھوڑی کر کے دکھائی گئی اور اس ذکر کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اسوقت تمہیں بھی تم سب کو وہ تھوڑے سے دکھائی دیئے۔ وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ جبکہ خدا ان کی نگاہوں میں تمہیں تھوڑا دکھا رہا تھا۔ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ؕ تاکہ خدا تعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ ہی فرما دے جس نے ہو کر رہنا تھا۔ جو مقدر ہو چکا تھا۔ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ - اور خدا ہی کی طرف تمام امور لوٹائے جاتے ہیں۔ ان آیات کا تعلق مسلمانوں کی تعداد اور اس کے مقابل پر دشمن کی تعداد سے ہے اور اس کا اس رنگ میں دکھایا جانا کہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے سے کم دیکھ رہے تھے۔ ان آیات کا انتخاب میں نے اس لئے کیا ہے کہ آج میں

جماعت کی تعداد کے مسئلہ پر گفتگو

کروں گا اور بہت سے غلط خیالات جو پھیلے ہوئے ہیں بہت سے اعتراضات ہیں جو اس سلسلہ میں کئے جاتے ہیں اور بے یقینی کی بعض کیفیات ہیں اس لئے ضرورت سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر ضرور کچھ نہ کچھ کہا جائے۔

کچھ عرصہ پہلے مجھے ہندوستان سے، کانپور سے بھی ایک خط ملا۔ اس میں یہ ذکر تھا کہ دشمن ابھی تک ہمیں بہت ہی تھوڑا بتاتا ہے اور جہاں تک جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہیں ہم ایک کروڑ کی تعداد لکھے ہوئے دیکھتے ہیں کہیں ڈیڑھ کروڑ کی تعداد بھی سنائی دیتی ہے اس لئے عجیب ابہام کی سی کیفیت ہے اس سلسلہ میں ضرور روشنی ڈالیں کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

ایک کروڑ کی تعداد کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ کے موقع پر ایک اعلان سے ہوا ہے غالباً ۲۰ سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ نے جلسہ سالانہ پر احمدیوں کی تعداد کے متعلق اپنا تخمینہ ایک کروڑ کا بتایا تھا اس سے پہلے ایک مرتبہ ایک نجی محفل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ نے جماعت کی تعداد کے متعلق جو اندازہ بتایا اس پر میں نے مؤدبانہ یہ عرض کیا کہ میرے نزدیک اس سے بہت کم ہے جتنی آپ کا اندازہ ہے آپ نے اس بات کو قبول نہیں کیا اور تفصیل سے مجھے یاد نہیں کیا دلائل پیش فرمائے۔ لیکن مجھے آپ سے اس گفتگو کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ بہت سی جماعتیں خصوصاً بیرونی ممالک اور پاکستان میں بعض اضلاع کی جماعتیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں جب جماعت کے اندازے پیش کرتی ہیں تو پوری احتیاط سے کام نہیں لیتیں ایک ملک کے متعلق مجھے یاد ہے کہ اس کے ذکر میں آپ نے فرمایا کہ وہاں دس لاکھ کی تعداد پہنچ چکی ہے بعد میں مجھے بھی اس ملک کے دورہ کا موقعہ ملا۔ لیکن میرے اندازے کے مطابق ۵ لاکھ کے لگ بھگ تعداد تھی۔ تو اندازوں میں فرق ہوتا ہے لیکن جہاں تک میں نے اس گفتگو سے اندازہ لگایا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ کو پورا یقین تھا کہ یہی تعداد ہے اور نعوذ باللہ من ذلک اس میں کسی مبالغہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا چونکہ مقام ادب یہ تھا کہ اس کے بعد میں زبان نہ کھولتا اس لئے اس موضوع پر پھر کبھی میں نے کسی سے گفتگو نہیں کی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا اور خلافت کی ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی گئی تو مجھے اکثر بیرونی ممالک میں دورہ کیوقت اس سوال کا سامنا ہوا اور میرے لئے اسوقت یہ ایک بہت ہی مشکل مسئلہ تھا کہ جہاں تک گذشتہ خلیفہ کی طرف سے اعلان کا تعلق ہے میرا یہ مقام نہیں تھا کہ میں اس کے خلاف کوئی رائے ظاہر کرتا اور جہاں تک میرے اپنے تخمینہ کا تعلق تھا میں کم سمجھا کرتا تھا۔ اس لئے ان دونوں مسائل کے درمیان سے ہمیشہ میں نے سچے گریز کی راہ یہ اختیار کی کہ جب بھی کسی سوال کرنے والے نے سوال کیا تو میں نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں ساری دنیا کے احمدیوں کی تعداد کا تخمینہ نہ لگا سکا ہوں۔ نہ یہ کسی کے لئے ممکن ہے کہ حقیقتاً یہ تخمینہ لگا سکے کیونکہ اس کی راہ میں بہت سی مشکلات ہیں لیکن مجھ سے پہلے خلیفہ نے ایک تخمینہ پیش کیا تھا جو ایک کروڑ کا تھا اور یہی تخمینہ ہے جو جماعت میں رائج ہے اور جب بھی سوال کرنے والے نے مزید کریدا اور میرے ذاتی اندازے کے متعلق گفتگو کی تو میں نے ہمیشہ بلا تردد یہ بتایا کہ میرے خیال میں اس سے کم ہے لیکن مشکل یہ پیش آئی کہ چونکہ باقاعدہ طور پر میں اس مقام پر نہیں تھا اور عملاً میرے لئے ممکن بھی نہیں تھا کہ پہلے تخمینے کے متعلق جانچ پڑتال کر کے اس کی تصحیح کر سکتا اس لئے جماعت میں ہر جگہ ایک کروڑ کی تعداد رائج ہو گئی اس پر مزید یہ مشکل پیش آئی کہ بہت سے لوگوں نے اندازہ لگایا کہ اگر ۲۰ سال پہلے ایک کروڑ تعداد تھی تو اب سوا کروڑ ہو گئی ہو گی اور بعضوں نے اس کو ڈیڑھ کروڑ بھی کر دیا اور یہ اعداد و شمار جب شائع ہونے شروع ہوئے تو جماعت کے لئے بڑی الجھن کا سامنا تھا کہاں ایک کروڑ

پھر ڈیڑھ کروڑ، پھر دشمن کی طرف سے تعداد بہت ہی کم تو واقعۃً بہت سے ممالک کے احمدیوں کیلئے یہ ایک بہت ہی مشکل مسئلہ بن گیا۔

اب میں آپ کو مختصراً بتاتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندازے میں کون سے محرکات تھے، کون سے اسباب تھے جنہوں نے کام کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنی صدارت کے زمانہ میں جب پاکستان کے دورے کیا کرتے تھے تو سیالکوٹ گجرات، شیخوپورہ، سرگودھا وغیرہ میں اتنے بڑے بڑے اجتماع ہوا کرتے تھے اور جماعتیں اتنے زور کے ساتھ شرکت کرتی تھیں اور ایسے بھرپور اخلاص کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں کہ ایک سرسری تخمینے میں بہت بڑی تعداد دکھائی دیتی تھی۔ ان دوروں کے نتیجہ میں اور کچھ مختلف امراء کی ایسی رپورٹوں کے نتیجہ میں مثلاً جن میں سے ایک کے متعلق مجھے بھی علم ہے کہ سیالکوٹ کے متعلق ایک دفعہ کسی صاحب نے، امیر تو نہیں تھے مگر کسی دوسرے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ کو یہ اثر دیا کہ سیالکوٹ میں تو کوئی جگہ ہی نہیں جہاں احمدی نہ ہوں۔ تو گویا سارا سیالکوٹ احمدیت سے بھر گیا ہے جبکہ یہ بات امر واقعہ نہیں ہے۔ سیالکوٹ میں جہاں جماعتوں کے گچھے ہیں اور جہاں عموماً لوگ دوروں پر جاتے ہیں۔ وہاں واقعی یہی منظر دکھائی دیتا ہے لیکن بڑے بڑے علاقے ہیں جو بالکل خالی پڑے ہیں چنانچہ جب میں نے دورے کئے تو میں نے یہ دیکھا اور مجھے اس سے اندازہ ہوا کہ کیوں غلطی ہو جاتی ہے کہ اگر میں صرف احمدی علاقوں کے دورے کر کے آتا تو میرے پر بھی یہی تأثر ہوتا لیکن میں نے دوسرے علاقوں کے بھی دورے کئے کیونکہ وقف جدید کے تابع میں یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ کون سے خلاء رہ گئے ہیں وہاں کوشش کی جائے اور جب خلا والے علاقے دیکھے تو دیکھ کر ہول آتا تھا کہ سیالکوٹ جیسے ضلع میں جہاں جماعت کے متعلق اتنا رعب ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں جماعت پھیل چکی ہے دسیوں میں کے ایسے علاقے ہیں جہاں کوئی احمدی گاؤں نہیں یعنی بعض علاقوں میں ایک بھی گاؤں نہیں جہاں ایک احمدی بھی ہو تو اس سے طبیعت پر بہت فکر مندی پیدا ہوتی تھی۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض علاقوں کے دورہ سے واقعی یہ اثر بھی پڑتا تھا کہ گویا سارا سیالکوٹ احمدیت کی جھولی میں آگیا ہے۔ تو ایک وجہ یہ ہوگی دوسری وجہ یہ کہ جماعت کی تاریخ میں مختلف ادوار ایسے آئے ہیں جن میں بعض علاقوں میں کثرت سے احمدیت پھیلی ہے اور تاریخ نے ان باتوں کو محفوظ کیا ہے۔ اور بہت سے ایسے ادوار ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ نے دیکھے ہوئے ہیں جو مجھ سے عمر میں ۱۷ سال بڑے تھے اور اس کے تأثرات آپ کے ذہن پر تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب آپ نے جہلم کا دورہ کیا تو حضور نے مجلس میں بیان فرمایا کہ یہاں بڑے بڑے علاقے احمدی ہیں۔ اس وقت صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب جن کی کوٹھی پر آپ قیام فرما رہے تھے۔ عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہاں تشریف لائے تھے تو ایک ہی دن میں ۱۲۰۰ بیعتیں ہوئی تھیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ آہستہ آہستہ یا کہیں اور چلے گئے یا ضائع ہو گئے اور دشمن کے دباؤ کی وجہ سے پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن اب ۶۰۰ بھی نہیں رہے۔ اور وہ ایک دن کی بیعتیں تھیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ کے ذہن پر ان تاریخی واقعات کا بھی اثر تھا اور امر واقعہ یہ ہے کہ لوگ جو پیچھے ہٹتے ہیں وہ کلیتہً پیچھے نہیں ہٹا کرتے ان سے جب بھی تذکرہ ہوا اور ذرا سا انسان کریدے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں احمدیت کی صداقت موجود ہے۔ اور وہ دشمن کے دباؤ کی وجہ سے گمنام ہو گئے تو ایک تخمینہ لگانے والا تاریخی واقعات کو بھی اپنے تخمینے میں شامل کر سکتا ہے اور یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ ایک علاقہ میں جہاں بڑے بڑے بارسوخ آدمی چند دنوں کے اندر اندر احمدی ہوئے تھے اس لئے اس علاقہ میں لازماً ۱۰-۲۰ ہزار کی تعداد میں لوگ احمدی ہوں گے۔ یہ واقعہ ۱۰۰ سال پہلے کا ہے تو اندازہ کریں کہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں سے ان کے بچے بھی اگر احمدی ہوں تو تعداد کتنی بن جاتی ہے پھر مجھے ایک اور تجربہ صوبہ سرحد کے دورے کا ہوا۔

اس سے بھی مجھے اندازہ ہوا کہ کیوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ذہن پر تعداد کا بہت زیادہ اثر ہے میں جب کوہاٹ گیا تو کوہاٹ سے بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کا دورہ کیا وہ سڑک جو کوہاٹ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک جاتی ہے۔ اس پر بعض جگہ مجھے ایسے بورڈ آویزاں دکھائی دیے جس سے پتہ لگتا ہے کہ احمدی کا ٹولہ ہے اور احمدی بستی وغیرہ اس قسم کے نام تھے جب میں نے دریافت کیا تو ایک مقامی دوست نے بتایا کہ واقعتہً یہ بستیاں احمدی تھیں اور محض نام کی بات نہیں ہے چنانچہ ڈیرہ اسماعیل خان میں سوال وجواب کی ایک بہت بڑی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس علاقے کے اکثر معززین تشریف لائے ہوئے تھے دوران گفتگو رفتہ رفتہ لوگ کھلنے شروع ہوئے اور جب میں نے یہ محسوس کیا کہ ان کے دلوں پر بہت گہرا اثر ہے تو بعض سے میں نے بات چھیڑ دی کہ یہ بات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اصل قصہ کیا ہے تو ان میں سے ایک صاحب نے اٹھ کر بتایا کہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہیدؓ کے زیر اثر سارا علاقہ تھا اور اس وقت یعنی آپ کی شہادت کے وقت تقریباً سب کے سب احمدی ہو گئے تھے اور اس نے بتایا کہ میرا گاؤں فلاں پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس رستے سے آپ گزر کر آئے ہیں اسی رستے سے اوپر رستہ جاتا ہے۔ میں گواہ ہوں کہ ہمارا سارا گاؤں احمدی تھا اور آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں ہمارے گھر میں پڑی ہوئی ہیں کوئی آدمی جا کر دیکھنا چاہے تو لائبریری میں آپ کی کتابیں ملتی ہیں پھر صوبہ سرحد کے ایک اور آدمی نے گواہی دی جو ایک وقت میں مرکزی حکومت کے وزیر بھی رہے کہ ان کے والد بھی احمدی، ان کے خاندان میں بہت سے احمدی اور اس علاقے میں ان کے اثر کی وجہ سے بہت سے احمدی ہوئے لیکن بعد میں سیاست کی وجہ سے، ملاں کے زور کی وجہ سے وہ لوگ دب گئے تو انہوں نے کہا کہ دل سے تو میں آج بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں اور میں ابھی بھی بعض دفعہ ان کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں جو میرے والد کی لائبریری میں ہیں مگر ہمت نہیں سیاست کی کمزوری ہے اس کی وجہ سے توفیق نہیں کہ کھل کر کہہ سکوں۔ یہ بھی بتایا کہ میرے والد مجھے قادیان لیجایا کرتے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ سے مصافحہ کی خاطر مجھے کہا کرتے تھے کہ آؤ میرے ساتھ چلو (مصافحہ نہیں کہنا چاہیئے آپ کے قرب کی سعادت حاصل کرنے کے لئے صحبت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے) کہتے ہیں جب میں پہلی دفعہ گیا تو میں نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھا دیا تو میرے والد نے زور سے ہاتھ مار کر کلائی سے میرے بازو کو نیچے کیا اور کہا کہ گھٹنوں کو ہاتھ لگاؤ تم اس لائق نہیں ہو کہ مصافحہ کرو۔ تو یہ سیاسی لحاظ سے علاقہ کے بہت معزز انسان تھے اور دل میں گہری عقیدت بھی تھی اور بچوں پر بھی اس کا اثر رہا۔ لیکن نام کے لحاظ سے وہ احمدی نہیں تو چونکہ یہ دور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ نے دیکھے ہوئے تھے اور ان کے بعد کے اثرات کا میں نے مطالعہ کیا اس لئے مجھے یقین تھا اور ابھی بھی یقین ہے کہ اگر ان سب کو شامل کر دیا جائے اور وہ خاندان یا وہ علاقوں کے علاقے جو کسی زمانہ میں احمدی ہوئے اور بعد میں کمزوری دکھا گئے تو یقیناً اس تعداد میں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحؒ نے بیان فرمائی کوئی مبالغہ نہیں ہے لیکن جہاں تک ارادے یا نیت کا تعلق ہے اس میں مبالغے کا سوال ہی کوئی نہیں پیدا ہوتا۔

اب رہا یہ سوال کہ ایسا کیوں ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے ایسا کیوں کرنے دیا۔ تو اس کے متعلق قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض دفعہ الٰہی حکمتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک جماعت اپنے آپ کو مدمقابل کے سامنے زیادہ سمجھے اور مدمقابل کو تھوڑا سمجھے۔ نسبت کی بات ہے اگر مدمقابل تھوڑا دکھائی دیتا ہے تو مقابل پر اپنی تعداد زیادہ دکھائی دیگی اور یہ الٰہی حکمت ہوتی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک سے زائد مرتبہ یہ الہام ہوا کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کہ مجھے رعب کے ذریعہ نصرت عطا کی گئی تو

جماعت کا ایک رعب بھی ہے

اور وہ رعب بہت بڑا ہے اس رعب کے مقابل پر ہماری تعداد تھوڑی ہے لیکن اس رعب پر جب نظر جاتی ہے تو کروڑ سے بھی زیادہ دکھائی دیتی ہے اور

خدا تعالیٰ کی تقدیر بعض دفعہ ایسا کیا کرتی ہے چنانچہ میں نے قرآن کریم کی جن آیات کی تلاوت کی ہے اس پر کوئی جاہل مولوی تو اعتراض کر سکتا ہے مگر صاحب فراست جو انسانی نفسیات پر نظر رکھتا ہے اس کے لئے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یاد کرو وہ وقت جبکہ میں نے تجھے رؤیا میں دشمن کی تعداد کم دکھائی اب پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے۔ نعوذ باللہ جھوٹی رؤیا دکھائی اور خدا تعالیٰ کو غلط بیانی کی کیا ضرورت تھی اگر نعوذ باللہ مولوی کی تعریف میں یہ غلط بیانی کہلائے تو یہ عجیب وغریب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خود دکھا رہا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے ایسا کیا اور تجھے تعداد کم دکھائی تو اگر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دل پر الٰہی تصرف کے تابع دشمن کم اور اپنی تعداد کے زیادہ ہونے کا اثر پڑا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی ایک حکمت تھی، وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ اگر تمہیں ان کی تعداد زیادہ دکھائی دی جاتی جیسا کہ تھی اور نسبت کے لحاظ سے تم کم ہو جاتے اور وہ زیادہ ہو جاتے تو تم میں سے بہت سے ایسے کمزور ہیں جو پھسل جاتے اور ٹھوکر کھا جاتے اور آپس میں تم لوگ اختلاف شروع کر دیتے اللہ تعالیٰ سینوں کے راز کو بہتر جانتا ہے لیکن پھر بھی یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اس کے باوجود واقعات کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں رؤیا دکھائی گئی تاثر اور چیز ہے تاثر میں غلطی لگ جایا کرتی ہے مگر اللہ رؤیا دکھائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دکھائے اور واقعات کے خلاف ہو یہ عجیب بات ہے جو قابل فہم نہیں ہے اس کا جواب اگلی آیت میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِىْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا کہ اے مومنو جب تم خود جاگے ہوئے اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھ رہے تھے اور ان کی تعداد کو کم سمجھ رہے تھے وہ وقت یاد کرو تو اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ دکھایا ہے ایک ایسا واقعہ جس نے ظہور میں آنا تھا جو حقیقت تھی کہ جب دشمن کے سامنے مسلمانوں کی فوج صف آراستہ تھی اس وقت مسلمانوں نے جو اپنے اندازے کئے وہ بعینہٖ یہی تھے جو رؤیا کے مطابق تھے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا تصرف ایسا عظیم الشان ہے کہ غلط بات دکھائے بغیر وہ تاثر پیدا فرما دیا جس کا پیدا فرمانا مسلمانوں کی بقا کے لئے ضروری تھا۔ اور حیرت انگیز ہے فرمایا: وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِىْٓ اَعْيُنِكُمْ الٰہی تصرف کے مطابق جاگتے ہوئے ایک چیز کا کم دکھایا جانا یا زیادہ دکھایا جانا یہ جھوٹ میں شامل نہیں ہے اور خدائی تصرف نے مسلمانوں کو وہ نظارہ دکھا دیا جس کے اندر ایک مصلحت یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا حقیقتاً سچی ثابت ہو اور یہ سارے مسلمان اس بات کے گواہ بن جائیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے سچ دیکھا اور سچ فرمایا ورنہ اگر نعوذ باللہ ایسا نہ ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یہ کہہ کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لے جاتے جیسا کہ آپ نے ان کو فرمایا تھا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ دشمن کی تعداد تھوڑی سی ہے کوئی حرج نہیں ہے چلو اور وہاں دشمن زیادہ دکھائی دیتا تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنی بڑی قیامت آتی اور کتنا بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا یعنی کمزور ایمان والوں کے لئے سچے مومنوں کے لئے تو فتنے کا کوئی مقام نہیں ہوا کرتا اور

اللہ کی شان دیکھیں

کہ ان میں سے ہر شخص، ہر مجاہد جو اس غزوہ میں شامل تھا ہر ایک کی آنکھ نے یہی نظارہ دیکھا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دکھایا گیا تھا کہ دشمن کم ہے اور آپ تعداد میں زیادہ ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کی تقویت کے لئے اور ان کو سہارا دینے کے لئے اور بہت قوی اور بڑے دشمن کے رعب سے بچانے کی خاطر خدا تعالیٰ نے میں سمجھتا ہوں کہ اپنے تصرف کے تابع یہ انتظام فرمایا اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا جو اندازہ تھا وہ ایک الٰہی تصرف کے تابع تھا لیکن جب حقیقت میں اعداد وشمار پر بحث ہو تو اس وقت احمدیوں کا اس بات پر اصرار کرنا کہ ہم ضرور اتنے ہیں یہ درست نہیں ہے یا اس کو مزید بڑھا چڑھا کر بیان کرنا یہ بھی درست نہیں ہے اس میں احتیاط کرنی چاہیئے۔

اس کا موقعہ اس لئے پیش آیا کہ ایک جگہ سے مجھے خط آیا کہ تعداد کے اوپر میری کسی سے گفت وشنید ہوئی اور اس نے حتماً کہا کہ ہرگز تم اتنے نہیں اور میں تیار ہوں کہ میں اس بات پر مباہلہ کر لوں ایک تو مباہلہ کا مضمون عام ہو گیا ہے یہاں تک کہ پاکستان کے ایک جاہل مولوی نے یا کسی نے تعداد کے معاملہ میں مجھے مباہلہ کا چیلنج دیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذہن پر یہ اثر ہو گا۔ اس لئے اس نے کہا کہ میں مباہلہ کرتا ہوں میں نے کہا: ہرگز مباہلہ نہیں کرنا کبھی اندازوں میں بھی مباہلے ہوئے ہیں اور پھر تعداد کا مضمون ایسا مضمون ہی نہیں ہے جس میں مباہلے کئے جائیں کسی کی صداقت کا مضمون ایسا مضمون ہے جس میں مباہلے کئے جاتے ہیں یہ تو ایک لغو بات ہے۔ کہ ہر بات کو کھیل بنالو اور مباہلہ کرلو حالانکہ مباہلے کا مطلب یہ ہے کہ خدا ضرور تمہارے مدمقابل کو تمہاری زندگی میں ہلاک یا رسوا کر دے تو کیوں خدا کی تقدیر کو آپ خواہ مخواہ اپنے اندازوں کے تابع بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا کی تقدیر کا تقدس تقاضا کرتا ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایسے بڑے بڑے دعوے نہ کیا کریں تو اس لئے بھی مجھے ضرورت پیش آئی ہے کہ اس مضمون کو ایک دفعہ خوب اچھی طرح کھول دوں

جہاں تک دشمن کے دعاوی کا تعلق ہے وہ ویسے ہی مضحکہ خیز ہیں۔ اور ایک دوسرے کو جھٹلانے والے ہیں اور اتنے لغو ہیں کہ کوئی بچہ بھی ان کو سنکر ان سے متأثر نہیں ہو سکتا میں اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ وہ جو احمدیوں پر مبالغے کا الزام دھرتے ہیں ان کی اپنی کیفیت کیا ہے ان کے نزدیک جماعت احمدیہ کی تعداد کیا ہے۔ اور ان کے اندازوں میں اختلافات کیا کیا ہیں اس کے چند نمونے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایشیا جو جماعت اسلامی کا ہفت روزہ رسالہ ہے۔ ۲۹ نومبر ۱۹۷۰ء کو اس نے اپنی اشاعت میں لکھا کہ

"پاکستان میں ۱۱ کروڑ مسلمان بستے ہیں جبکہ قادیانیوں کی کل تعداد چند لاکھ بھی نہیں" یاد رکھیئے! یہ ان کا ۲۹ نومبر ۱۹۷۰ء کا اعلان ہے اس کے ۳ مہینے بعد ہفت روزہ پٹان میں جماعت اسلامی کے سرکردہ لیڈر سید اسعد گیلانی کا یہ بیان شائع ہوا کہ

"مغربی حصے میں (یعنی مشرقی پاکستان کو الگ کر کے مغربی پاکستان میں) ۲۲ لاکھ سے زائد قادیانی اقلیت اپنے سارے وسائل کے ساتھ پیپلز پارٹی کی رضا کار تنظیم بن گئی"۔ یعنی ۳ مہینے پہلے چند لاکھ بھی نہیں تھے "بھی کم اور ۳ مہینے کے بعد ۲۲ لاکھ ہو گئے جن میں اکثریت رضا کاروں کی تھی۔ اب اس قسم کے تخمینوں سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان میں نہ کوئی تک نہ کوئی حساب جو منہ میں آئے انٹ شنٹ کہتے چلے جاتے ہیں۔ کبھی جہاں دل چاہا تعداد کو کم کر دیا جہاں دل چاہا بڑھا دیا۔ اس کے مقابل پر جو جماعت کا تخمینہ ہے وہ اگر زیادہ بھی ہو تو اس کے حقیقت سے زیادہ ہونے کے لئے کچھ جواز بھی موجود ہیں جیسا کہ میں نے بیان کئے ہیں۔ تاریخی طور پر جماعت ایک دفعہ اتنی پھیل چکی ہے کہ ایک کروڑ سے زائد یقیناً اس کی تعداد پہنچ چکی ہے۔ لیکن جو لوگ نام کے نہیں رہے یا خاندان کے خاندان یا علاقوں کے علاقے جو پیچھے بھی ہٹ چکے ہیں اگر آپ ان سے رابطے کریں اور مولوی کے معلوم کرنے کا خوف ان کو دامنگیر نہ ہو تو وہ آپ کے سامنے آج بھی یہی گواہی دیں گے۔ چنانچہ ایک دفعہ کی بات نہیں، بیسیوں مرتبہ مجھ سے ایسا ہوا ہے کہ وہ احمدی جن کے آباؤ اجداد احمدی تھے جو جماعت کے ریکارڈ میں ایک دفعہ احمدی کے طور پر لکھے گئے ان کی اولاد غیر احمدی ہوتے ہوئے بھی جب علیحدگی میں ملتی ہے تو تھوڑی سی بے تکلفی کے بعد ان کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ احمدیت سچی ہے۔ ہمارے بزرگ والدین درست تھے ہم بھی دل سے احمدی ہیں مگر مجبور ہیں۔ بنگال میں بھی مجھے اس کا بارہا تجربہ ہوا۔ ادھر پنجاب میں ہوا۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے جہلم ہی کے ایک علاقے کے (جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے) ایک معزز خاندان کے دوست تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے میری بات ہوئی انہوں نے کہا: ہاں جی! میں جانتا ہوں' ہمارے آباؤ اجداد سارے کے سارے' سارا علاقہ احمدی تھا اور دل کی بات پوچھیں تو میں بھی احمدی ہوں' اور ہمارے دل

۷۷ ہزار ۸۶۷ بنتی ہے تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان چند سالوں میں جماعت کی رفتار کو کس تیزی سے بڑھانا شروع کیا ہے اور بعض ایسے علاقے ہیں جہاں کام ہو رہا ہے اور ان کے نتائج کے متعلق میں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح درختوں کے پھل پکنے میں کچھ وقت لیتے ہیں لیکن پکنے کا عمل سب پھلوں پر شروع ہو چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض علاقے ایسے ہیں جہاں پھل پک رہے ہیں۔

پس اگر ہم دعاؤں میں غفلت نہ دکھائیں، اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور جماعت کو خدمت کی توفیق بخشے تو جو

پھل پک رہے ہیں

یہ اکٹھے جھولی میں گریں گے اور تھوڑے عرصے کے اندر اندر لکھوکھہا بیعتیں ہو سکتی ہیں۔ پس جو باتیں میں اب آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس میں کوئی تخمینہ نہیں ہے۔ یہ واقعات کی دنیا کی باتیں کر رہا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ بظاہر ناممکن دعاؤں کو بھی سن لیتا ہے۔ اور ان کو بھی قبول فرما لیتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دعاؤں کے ذریعہ بھی اور نیک مخلصانہ عمل اور جدوجہد کے ذریعے بھی خدا کے فضلوں کو کھینچنے والے ہوں اور تعداد کے متعلق دشمن جو تعلّی کرتا ہے یا تمسخر آمیز باتیں کرتا ہے وہ ساری باتیں دشمن کے منہ پر پڑیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو سارے عالم میں سرخرو کرے جہاں تک رعب کا تعلق ہے آج بھی آپ کا رعب تمام عالم میں ایک کروڑ سے زائد کا رعب ہے۔ واقعۃً اس تعداد کے بڑھنے سے یا ڈیڑھ گنا یا دو گنا ہونے سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا میں ایک تہلکہ مچ جائے گا۔ اور پھر ہماری رفتار کے پیمانے بڑی تیزی کے ساتھ مزید وسعت پذیر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پس دعوت الی اللہ کے کام کو معمولی نہ جانیں۔ میں ہمیشہ اسی نیت سے آپ کو دعوت الی اللہ کی تلقین کرتا ہوں کہ یہ دو آرزوئیں خدا کے فضل کے ساتھ پوری ہوں اور آپ کے سینے بھی کھلیں اور میرا سینہ بھی کھلے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت دن دگنی رات چوگنی اس تیزی سے ترقی کرے کہ دشمن کے ارادے ناکام اور نامراد ہو جائیں اور دشمن یقین کر لے کہ وہ ہمیشہ کے لئے شکست کھا چکا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ ۸

اس خدا کے آستانہ پر سر بسجود کرنا ہے جو الاسماء الحسنیٰ کا جامع ہے اس تعلق میں آپ نے اسی توحید کامل کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔ اپنی کتب کے جابجا صفحات پر پیش کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے" (کشتی نوح صفحہ ۱۹، ۲۰) امید ہے شریف النفس اور حقیقت کی تہہ تک پہنچنے کی جستجو رکھنے والوں کے لئے یہ حوالہ جات آل اعتراض کے لچر اور بیہودہ اور بے بنیاد ہونے کے لئے کافی شافی ہوں گے۔ وباللّٰہ

درخواست دعا

خاکسار کی بیٹی عزیزہ خوشنودہ بیگم عقیل اہلیہ مکرم محمد بدر عقیل احمد صاحب بھٹی آف کلکتہ کو کمر سے پاؤں تک کا حصہ ماؤف ہونے کے سبب ہسپتال داخل کیا گیا مرض کا پتہ نہیں چل رہا عزیزہ کا سات ماہ کا بچہ بھی ہے شدید پریشانی ہے شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے (سید بشیر الدین احمد قادیان)

قرارداد تعزیت

بر وفات محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل درویش سابق نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

مورخہ ۱۳ مئی کی رات ۹ بجے محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل سابق نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان بقضائے الٰہی وفات پا گئے اُن کا انتقال پُر ملال ہم سب اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ قادیان کے لئے گہرے دُکھ اور صدمے کا باعث ہے محترم مولوی صاحب موصوف لمبا عرصہ میدان تبلیغ میں خدمت بجالانے کے بعد ستمبر ۱۹۸۲ء سے مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس مقرر ہوئے اور قریباً ۹ سال کا عرصہ انتہائی محنت اور لگن سے تدریس کا فریضہ سرانجام دیا چند سال بطور نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ بھی خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں بطور سپرنٹنڈنٹ بھی کام کرتے رہے آپ ایک نہایت شفیق ہمدرد اور منکسر المزاج استاد تھے اس لحاظ سے طلبہ کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی مضامین کو پڑھانے اور سمجھانے کے لحاظ سے آپ کو کافی دسترس حاصل تھی آپ کا شاندار علمی نمونہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل مدرسہ احمدیہ کے ان ابتدائی طلبہ میں سے تھے جو تقسیم ملک کے بعد مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور تبلیغی میدان میں شاندار پُر خلوص خدمات سرانجام دیں تقسیم ملک کے وقت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے تحت قادیان دارالامان کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے ٹھہرنے والے خوش نصیب درویشان قادیان میں آپ بھی شامل ہیں تبلیغی خدمات کے لحاظ سے آپ نے بہار، کشمیر، آندھرا پردیش اور یو۔پی کے کئی شہروں میں خدمت سرانجام دی آپ کا تبلیغی حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ تقریر و تحریر کا بہت عمدہ ملکہ تھا رمضان المبارک کے ایام میں کئی سال تک درس القرآن دینے کی سعادت بھی ملی۔ اسی طرح قریباً چار سال تک ہفت روزہ اخبار بدر کے ایڈیٹر بھی رہے اس دوران آپ کے فکر انگیز اداریے اور مضامین اخبار بدر کی زینت بنتے رہے نیز کئی سال قاضی سلسلہ کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ علاوہ ازیں مولوی صاحب موصوف کئی دیگر جماعتی آنریری عہدوں پر بھی فائز رہے۔ باوجود لمبا عرصہ بیمار رہنے کے آخر دم تک نہایت محبت اور جانفشانی سے خدمت کرتے رہے۔

محترم مولوی صاحب موصوف نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے اور کئی نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کا چھوٹا بیٹا عزیز فاروق احمد فضل ان دنوں مدرسہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔ ہم اساتذہ و طلبہ محترم مولوی صاحب موصوف کے سوگوار خاندان سے دل کی گہرائی سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام قرب عطا فرمائے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور سب کا حامی و ناصر ہو اور مولوی صاحب موصوف کی اس وفات کے نتیجہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے محض اپنے فضل سے اُس کو پورا فرمائے آمین۔

غمزدہ اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ قادیان

خدام الاحمدیہ ریشی نگر کا وقار عمل

۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء کو مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر کی طرف سے ایک وقار عمل کیا گیا۔ جس میں مسجد کے احاطہ کی صفائی اور سیب کے درختوں کی گوڈائی کی گئی۔ بعدہ قبرستان میں مزید درخت لگائے گئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ کو صاف کیا اس وقار عمل میں تقریباً ۲۰ خدام شامل تھے۔

نگار احمد ثمانی معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ریشی نگر

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت جانتے ہیں مگر ہم مجبور ہیں ہم لوگ سیاسی بن چکے ہیں، دنیا دار ہو گئے تو اس کے لئے ایک جواز ہے۔ ایسا جواز نہیں جو محض دور کا جواز ہو۔ واقعۃً پچھلی سو سالہ تاریخ میں جماعت ایک کروڑ کی عددوں کو مس کر چکی ہے۔ اب

ہمارا فرض ہے

کہ ان لوگوں سے دوبارہ رابطے زندہ کریں۔ جو لوگ کھوئے گئے یا پیچھے ہٹے ان کو کھینچ کر لائیں۔ اس لئے اس مبالغہ میں (اگر یہ مبالغہ کہتے ہیں) تو کوئی ایک بنیاد موجود ہے اسے کلیۃً ہوائی بات نہیں کہا جا سکتا مگر ان کی باتیں آپ سنیئے کیسی ہیں۔ ایک جگہ جماعت اسلامی کے ۱۹۷۰ء کے اعلان کے مطابق چند لاکھ بھی احمدی نہیں اس سے ۱۴ سال کے بعد یعنی ۱۹۸۴ء میں مفتی مختار احمد نعیمی صاحب سیکرٹری جنرل مجلس عمل نے اعلان کیا کہ

"پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد کسی طرح بھی ایک لاکھ سے زیادہ نہیں

(روزنامہ "وفاق" لاہور ۱۲ جولائی ۱۹۸۴ء)

یعنی اب پہلے تین مہینے کے اندر اندر چند لاکھ سے بڑھ کر ۲۲ لاکھ رضاکاروں تک بات پہنچ گئی پھر تقریباً ۱۴ سال کے بعد وہ تعداد گھٹتے گھٹتے ایک لاکھ بھی نہیں رہی پھر راجہ ظفر الحق صاحب جو ایک زمانے میں مرکزی حکومت میں وزیر تھے ان کا ایک باقاعدہ معین اعداد و شمار کے ساتھ اعلان شائع ہوا۔ وہ کہتے ہیں۔

"ملک میں قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ چار ہزار دو سو چوالیس ہے۔"

(روزنامہ "وفاق" ۔ لاہور)

اب یہ ایسی مضحکہ خیز بات ہے کہ ہر احمدی جو پاکستان کی جماعتوں کو جانتا ہے۔ جس نے دورے کئے ہوئے ہیں یا ویسے بھی جلسے دیکھے ہوئے ہیں اس کو پتہ ہے کہ ایک ایک جلسے میں اس سے بہت زیادہ تعداد موجود تھی۔ مجھے یاد ہے جب میرا پاکستان میں ۱۹۸۳ء کا آخری جلسہ تھا تو اس میں ۲ لاکھ ۵۰ ہزار سے زائد حاضرین شامل تھے۔ ان میں سے چند ہزار غیر احمدی بھی ہوں گے کیونکہ احمدی دوست اپنے ساتھ لایا کرتے تھے مگر یہ تو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں اس کے بعد ان کا یہ اعلان ہے کہ ایک لاکھ ۴ ہزار ۲۴۴ ہیں۔ یہ حکومت کی بیان کردہ تعداد ہے اب اس پر مزید چھلانگ انہوں نے یہ لگائی کہ جنیوا میں انسانی حقوق کے عالمی کمیشن کا ایک اجلاس ہوا جس کے سامنے جماعت احمدیہ کے نمائندوں نے بھی پاکستان میں احمدیوں پر گزرنے والے حالات رکھے اور حکومت کے نمائندے نے باقاعدہ رسمی طور پر وہاں یہ اعلان کیا کہ یہ جو کہتے ہیں ہم اتنی بڑی تعداد میں ہیں [illegible] اور اتنے مظالم ہو رہے ہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ مظالم ہو بھی رہے ہیں تو تمہیں کیا؟ چھوٹی سی تو جماعت ہے اتنی سی جماعت پر مظالم ہو بھی جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہماری تحقیق کے مطابق سارے پاکستان میں جماعت احمدیہ کی تعداد ۶۰ ہزار ہے تو ایک طرف وہ بھی کم کر رہے ہیں اور دوسری طرف ہمیں بھی کم دکھائی دیتے ہیں تو اندازوں کی غلطیوں میں ایک جماعت معصوم ہے اور ایک جماعت عمداً غلط بیانی سے کام لے رہی ہے لیکن یہ الٰہی تصرف ہے کہ وہ ہمیں معمولی سمجھتے ہیں۔ ہم اپنی تعداد کو ان سے زیادہ سمجھتے رہے اور دونوں باتوں کا فائدہ ہمیں پہنچا ہے۔ کیونکہ جنگ بدر میں بھی ان دونوں غلطیوں کا فائدہ مسلمانوں ہی کو پہنچا تھا اگر ایک بڑی تعداد اپنے مدمقابل کو چھوٹا سمجھے تو وہ اُسے حقیر سمجھ کر اتنے ذرائع کام میں نہیں لاتی جتنے ذرائع کی اس جد و جہد میں ضرورت ہونی چاہیے یعنی ذرائع موجود بھی ہوتے ہیں۔ طاقت موجود ہوتی ہے لیکن مدمقابل کو حقیر اور معمولی سمجھ کے وہ پوری کوشش کو بروئے کار نہیں لاتے اس لئے ان کا نقصان ہوتا ہے۔ وہ جماعت جس کے مدمقابل بہت بڑی طاقت ہو ان کو اگر اتنی طاقت دکھائی دی جائے تو ان کے ڈر کے مارے حوصلے پست ہو جائیں اور ان کی بقاء مشکل ہو جانے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نفسیاتی لحاظ سے اس غلطی کا فائدہ بھی ان کو ہی پہنچایا اور وہ اس حوصلے میں رہتے ہیں کہ نہیں دشمن ٹھیک ہے بڑا سہی، ہم بھی کون سے کم ہیں۔ ہماری بھی کافی تعداد ہے۔ یہ مقابلہ خوب رہے گا اس سے ان کے حوصلے جوان رہتے ہیں۔ بہر حال یہ صورت حال ہے جو تعداد کے لحاظ سے مختلف نظریات اور مختلف جہتوں سے اندازے پیش کئے گئے ہیں مگر یہ سب اندازے ہیں۔ میں نے جب بھی اس موضوع پر غور کیا

میرے دل سے ہمیشہ دو دعائیں اُٹھتی رہی ہیں

ایک کے بعد دوسری اور میں آج ان دعاؤں میں بھی آپ کو شامل کرنا چاہتا ہوں اور اس مضمون کا تعلق تبلیغ کے ساتھ باندھ کر آپ کی ذمہ داری آپ پر روشن کرنا چاہتا ہوں

میرے دل سے ہمیشہ ایک دعا تو یہ اٹھی کہ اے اللہ! اگر ہم کم ہیں۔ ایک کروڑ سے [illegible] کتنا کم ہیں ہمیں علم نہیں لیکن تو یہ تو کر سکتا ہے کہ میری موت سے پہلے ہمیں ایک کروڑ کر دے تا کہ اس تسلی کے ساتھ میں جان دوں کہ میرے پہلے واجب الاطاعت امام خلیفہ نے جو اندازہ پیش کیا تھا میں مرنے سے پہلے یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اندازہ درست نکلا۔ دوسری دعا میں نے یہ کی کہ اے خدا! تو مالک ہے قادر ہے۔ یہ بھی تو کر سکتا ہے کہ میرے زمانے میں ایک کروڑ کر دے تا کہ ہم یہ تو کہہ سکیں کہ پہلے تو اندازے تھے اب اعداد و شمار سے ہم تمہیں دکھاتے ہیں اور واقعات تمہاری آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں کہ یہ دیکھو ایک ہی خلیفہ کے زمانے میں خدا تعالیٰ نے ایک کروڑ عطا کئے تو ان دونوں دعاؤں کی قبولیت کا تعلق تو خدا کی ذات سے ہے وہ ارحم الراحمین ہے۔ میری تو دعا یہی ہے کہ وہ دوسری دُعا قبول فرما لے لیکن جماعت کی کوششوں اور محنتوں اور مخلصانہ جد و جہد سے بھی اس بات کا تعلق ہے۔ دعاؤں کو عمل تقویت دیا کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ کلمہ طیبہ کو عمل صالح رفعت عطا کرتا ہے۔ پس دعاؤں کو بھی نیک اعمال سے رفعت عطا ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اگر ساری جماعت یہ کوشش کرے کہ ہم اس دور میں ایک کروڑ اور ہو جائیں تو ہرگز بعید نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے آثار دکھانے شروع کر دیئے ہیں اور خدا کے فضل سے نہ صرف یہ کہ جماعت میں بیعتوں کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے بلکہ بعض نئے علاقے سامنے آ رہے ہیں جن کے متعلق توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری التجاؤں کو قبول فرمائے اور جماعت کو خدمت کی توفیق بخشے تو علاقوں کے علاقے احمدی ہوں گے

جہاں تک ان اعداد و شمار کا تعلق ہے جن کے متعلق ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے اور سو فی صد درست اعداد و شمار ہیں۔ جن کے متعلق تحریری طور پر بیعتوں کا ریکارڈ موجود ہے۔ وہ اب میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ خدا کی تقدیر حرکت میں ہے اور قبولیت دعا کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اگر ساری جماعت دعوت الی اللہ کے کام کو سنجیدگی سے لے اور دعائیں کر کے ہر شخص یہ کوشش کرے کہ میں ایک سے دو اور دو سے چار ہونا شروع ہو جاؤں تو مجھے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں خدا تعالیٰ یہ عظیم خوشخبریاں دکھائے گا

جب میں انگلستان پہنچا ہوں تو اس سال دسمبر ۸۴ء تک ۴۸۴۱ بیعتیں ہوئی ہیں۔ پاکستان میں تو ہم نے ان دنوں میں ریکارڈ ظاہر کرنا بند کر دیا تھا ابھی بھی بند ہیں لیکن یہ میں باہر کی دنیا کی بتا رہا ہوں ۴۸۴۱۔ اگلے سال یہ بڑھ کر ۹۵۲۳ ہو گئیں۔ اس سے اگلے سال ۱۲۶۸۹ اور اس سے اگلے سال ۱۵۰۶۹ گویا پہلے تین سال میں تقریباً ۲۵ ہزار اور چوتھے سال کو ملا کر ۴۰ ہزار کے قریب ۴ سال میں بیعتیں ہوئیں اور بقیہ سالوں کا اندازہ کر لیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ ترقی دے رہا ہے۔ اب تک میرے یہاں قیام کے دوران موجودہ سال نکال کر ۲ لاکھ ۳۷ ہزار ۸۶۷ بیعتیں ہو چکی ہیں تو کہاں وہ چار ہزار فی سال کی تعداد اور کہاں یہ تیزی کے ساتھ بڑھتا ہوا رجحان کہ گزشتہ ۷ سال میں پہلے چار سال کے معمولی چند ہزار شامل کر کے دو لاکھ ۳۷ ہزار بیعتیں ہو چکی ہیں اور جو موجودہ سال ہے اس میں بھی میرا اندازہ ہے کہ چالیس کے اوپر پچاس کے لگ بھگ ہوں گی اب تک جو چند مہینوں کے اعداد و شمار آ چکے ہیں ان میں ۲۰ ہزار سے زائد تو موصول ہو چکی ہیں اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تعداد ۵۰ کے لگ بھگ ہو گی تو اگر ہم بھی شمار کریں تو ان ۸ سالوں میں کل تعداد ۲ لاکھ

صداقت حضرت مسیح موعودؑ کی ایک اور دلیل

از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب عثمان آباد (مہاراشٹر)

ناندیڑ (مہاراشٹر) سے ایک ہفتہ وار اخبار "نیا قدم" جاری ہوا ہے۔ اس اخبار کے جلد ۱ شمارہ ۲۵ مورخہ یکم مئی ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں مولانا وحید الدین خان صاحب (سابق ایڈیٹر "الجمعیۃ") کے جریدہ "الرسالہ" مارچ ۱۹۹۲ء کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد کے زمانے میں اہل ایمان کی ایک تعداد غزوہ کرے گی مگر وہ نہ ہتھیار سے لڑیں گے اور نہ تیر ماریں گے۔ وہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہیں گے۔ اور قلعہ کی دیواریں گر جائیں گی۔"

(راوی حضرت ابوہریرہؓ۔ مسلم)

حدیث ان ہی الفاظ میں اور اسی انداز میں درج کی گئی ہے۔

اس حدیث میں اہل ایمان کی "ایک تعداد غزوہ کرے گی" کے الفاظ آئے ہیں سبھی جانتے ہیں کہ غزوہ صرف اس جنگ یا مہم کو کہتے ہیں جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت کی ہو۔ یہاں پر "اہل ایمان کی ایک تعداد" سے ایک جماعت ہی مراد ہو سکتی ہے۔ اور بعد کے زمانے سے دورِ آخرین ہی کی طرف اشارہ نظر آتا ہے (چونکہ یہاں پر حدیث کا عربی متن درج نہیں کیا گیا۔ اس لئے خاکسار نے اس ترجمے ہی کو محل نظر رکھا ہے جو خود مولانا وحید الدین صاحب نے کیا ہے)

غور طلب بات یہ ہے کہ جب بعد کے زمانے کے لوگ "غزوہ" کریں گے تو اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح شرکت فرمائیں گے اور آپؐ کی شرکت کے بغیر وہ مہم غزوہ کس طرح کہلائے گی؟

بات بالکل واضح اور صاف ہے کہ اس حدیث میں سورۃ الجمعہ کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ..... والے آخرین کے گروہ کی بات ہو رہی ہے جو صحابہ کرامؓ کے ساتھ شامل ہونے والا ہے۔ اس گروہ کے ساتھ چونکہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ہوں گے اس لئے ان کی جنگیں "غزوہ" کہلائیں گی۔ امام مہدیؑ کے متعلق تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ آپؑ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز ثانی ہیں اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ ؎

صحابہ سے ملا جو مجھ کو پایا

اس حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "مگر وہ نہ ہتھیار سے لڑیں گے اور نہ تیر ماریں گے۔" یہ الفاظ اُس حدیث کی تشریح کے لئے کافی ہیں جس میں مسیح موعود علیہ السلام کا ایک کام "یضع الحرب"[1] بتایا گیا ہے اور جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے اس شعر میں یوں فرمایا ہے کہ ؎

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ عام طور پر غزوہ اور سریہ کے معنی جو جنگ ہی کے کئے جاتے ہیں وہ صحیح نہیں بلکہ وہی معنی صحیح ہیں جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں وہ معنی یہ ہیں۔

غزوہ یا سریہ سے بعض لوگ غلطی سے جنگ مراد لیتے ہیں لیکن یہ خیال لاعلمی کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے غزوہ سے مراد محض ایسی مہم ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے خواہ لڑائی ہو، چور ڈاکو کا تعاقب ہو یا دیکھ بھال کے لئے کوئی پارٹی باہر جائے وغیرہ وغیرہ اسی طرح سریہ سے مراد بھی مہمات ہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ سریہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں ہوتے اس کے علاوہ تبلیغی سفر بھی غزوہ اور سریہ میں شمار ہوتے تھے....

(مذہب کے نام پرخون صفحہ ۵۸)

پھر اس حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ "وہ صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں گے اور قلعہ کی دیواریں گر جائیں گی۔"

دنیا گواہ ہے کہ آج دنیا بھر میں صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے حربے سے جنگ لڑ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں اسی حربے کے ذریعہ دشمنانِ اسلام کے خلاف زبردست غزوات میں حصہ لے کر الوہیت مسیح ناصری اور تثلیث کے قلعہ کی پختہ دلواریں لا الٰہ الا اللہ کے ذریعہ زمین دوز کردیں اور آج بھی آپ کی قائم کردہ جماعت اپنے خلیفہ کی سرکردگی میں لا الٰہ الا اللہ کے ذریعہ ہی جھوٹ اور ضیاء الحق جیسی قلعہ کی دیوار میں بغیر تیر و تفنگ کے ہی گرا چکی ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تعلق باللہ

از مکرم مولوی مہدی حسن صاحب الاعظمی فاضل دار العلوم دیوبند ضلع اعظم گڑھ (یوپی) حال مقیم قادیان

مجھے احمدی ہوئے کچھ عرصہ ہوا ہے اس اثناء میں جو کتب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور مخالفین احمدیت کی میری نظروں سے گذری ہیں۔ ان سے میرے ایمان کو ازحد تقویت حاصل ہوئی کیونکہ میں نے دیکھا کہ تحریف کا وہ کام جو یہودی علماء نے کیا اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام حکیم میں بار بار بیان فرما کر امت مسلمہ کو یہ تاکید فرمائی کہ یہ راستہ ہرگز نہ اپنانا کیونکہ یہی وہ ڈگر تھی جس پر چل کر بنی اسرائیل تباہی کا شکار ہوئے افسوس کہ علماء ظواہر نے خدا کی ان ہدایات پر عمل پیرا تو کیا ہونا تھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کے خلاف تحریف کا یہی کند لچر اور بے بنیاد ہتھیار استعمال کیا۔

یہاں پر نہایت افسوس کے ساتھ ایک اعتراض جو مخالفین کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام پر کیا جاتا ہے کی طرف امت مسلمہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ آپؑ پر کئے گئے اعتراضات کا بھی یہی حال ہے ہر مقام پر جھوٹ سے کام لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ پر آپ کا یہ الہام درج ہے رَأَيْتُنِي فِي الْمَنَامِ عَيْنَ اللّٰهِ یا پھر کتاب البریہ صفحہ ۸۹ پر آپؑ فرماتے ہیں میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔ آپؑ نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۶ پر ہی اپنے اس کشف کی تعبیر یوں فرمائی ہے کہ میں اس خواب سے وحدۃ الوجودیوں کے مذہب کی طرح یہ معنی نہیں لیتا کہ گویا میں خود خدا ہوں اور نہ حلولیوں کی طرح یہ کہتا ہوں کہ خدا مجھ میں حلول کر آیا بلکہ میرے خواب کا یہی مطلب ہے جو بخاری کی قرب نوافل والی حدیث کا مطلب ہے کہ جب میرا بندہ نوافل میں میرے آگے گرتا ہے تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

(بخاری)

کاش ان روحانی بصیرت سے بے بہرہ لوگوں نے تعبیر الرویہ کی کوئی کتاب ہی مطالعہ کی ہوتی تاکہ ایسے الہامات و رؤیا و کشوف کے تعلق میں ان پر حقیقت واشگاف ہو سکتی لیکن ان روحانی آنکھ کے اندھوں کو تو خدا کے مقدس و برگزیدہ بندوں پر اعتراض کی ہی سوجھتی ہے جبکہ تعطیر الانام فی تعبیر المنام مولفہ سید عبد الغنی النابلسی مطبوعہ مصر میں جو تعبیر خواب کی بہترین کتاب ہے صفحہ ۹ پر لکھا ہے مَن رَاى فِي الْمَنَامِ كَانَهُ صَارَ الْحَقُّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اِهْتَدٰى اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ کہ جو شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ خدا بن گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب خدا تعالیٰ اس کو ہدایت کی منزل مقصود تک پہنچائیگا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا اولین مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید کا قیام اور اس کی معرفت حقہ تک انسان کو پہنچانا اور ہر قسم کے غلط عقائد خواہ وہ بہ صورت حلول باپ، بیٹا روح القدس تین خداؤں یا روح و مادہ کے ازلی و ابدی ہونے کی شکل میں ہوں۔ ان سب سے نجات دلاکر انسان کو

[1] یعنی وہ جنگ ختم کر دیگا۔

قادیان کی سحر انگیز خطابت کی یادیں!

از:- مکرم پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

قادیان کے ہائی سکول نے علم کی شمعیں روشن کیں۔ ان قابل اساتذہ کے سینکڑوں شاگرد آج دنیا کے مختلف حصوں اور علم کے مختلف میدانوں میں اپنی اپنی شمعیں روشن کئے ہوئے ہیں مگر وہ نور جو اس سکول کے آنگن میں برسا جو درخشانی اس نے پیدا کی۔ وہ نور، وہ روشنی وہ علم کی چکا چوند کہیں اور نہیں مل سکے گا۔ یہ سکول کا آنگن ہی تو تھا جو کہ جلسہ گاہ تک پھیلا ہوا تھا۔ اور یہ جلسہ گاہ تھی۔ جہاں انوار رحمت نازل ہوئے جس کی فضا میں جید علماء کی آوازیں گونجیں۔ ایسے رطب اللسان مقرر۔ ایسی روانیٔ تقریر ایسا تبحر علمی کہ لوگ مبہوت ہو گئے۔ سن رہے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ چاول کے خشک پہاڑ نواز پوشے جو فرش زمین پر بکھرے ہوئے ہیں وہ بھی اس جادو بیانی سے ایک انگڑائی لیتے ہیں۔ اوراق مُردہ پودوں میں کبھی گویا جان پڑ جاتی ہے مگر وہ جن کے اندر علم کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا آج ان میں سے اکثر اپنا جادو جگا کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ مگر یہ سب تقریریں۔ یہ سب خطاب تو محض تمہید تھی اس پُر شکوہ اندر معرکۃ الآرا خطاب کی جو ایک نورانی وجود دیکھنے ہی سے عبارت تھا۔ وہ جب بولتا تو پھول جھڑتے۔ بات کرتا تو دقیق سے دقیق مسائل بڑی آسانی سے حل ہو جاتے۔ سامعین کا معتد بہ حصہ ناخواندہ یا کم تعلیم یافتہ احباب پر مشتمل ہوتا لیکن کیا انداز تھا کیا حسن بیان تھا کہ تقریر ہے کہ دل میں اترتی چلی جاتی ہے۔ اور کم پڑھے لکھے سامع بھی ہمہ تن گوش۔ بڑھتی ہوئی سردی سے بے نیاز خنک ہواؤں سے لاپرواہ ایک محویت کے عالم میں دم بخود بیٹھے ہیں۔ جب اس اللہ کے پیارے نے اللہ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کا ذکر کیا تو راقم نے دیکھا کہ آسمان سے محبت کے آنسو چھلک پڑے۔ فضل باری کی برسات ہو گئی۔ بارش چھما چھم برسا مگر سامعین کی محویت کا یہ عالم تھا کہ نہ کوئی جنبش ہوئی نہ کسی نے اُٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی۔ سب علم کے موتی چنتے رہے اور اللہ کے فضلوں سے جھولیاں بھرتے رہے۔ کپڑے بھیگ گئے۔ زمین تر بتر ہو گئی مگر نہ تقریر کی روانی میں فرق آیا نہ سننے والوں کے اشتیاق میں کمی واقع ہوئی۔ ایک سحر تھا جو سب کو مسحور کئے رہا۔ تقریر دل پذیر تھی۔ جس نے ایک لحظہ کے لئے بھی اُٹھنے کی اجازت نہ دی تھی۔

یہ تو تھا تقریر کا انداز اور پھر موضوعات تھے کہ اتنے متنوع کہ ان میں زمانے بھر کے علم سمو جاتے۔ وہ ذہین و فہیم انسان۔ وہ پُر نور وجود۔ وہ عظیم المرتبت امام۔ وہ دل موہ لینے والا مقرر کبھی سامعین کو عالم روحانی کی سیر کراتا۔ کبھی مقابر اور قلعوں کی تصویر کشی کر کے مقام عبرت کی طرف توجہ دلاتا۔ کبھی سائنسی علم میں غوطہ زن ہو کے گوہر بدست نکلتا کبھی فلسفہ کے دقیق مسائل سمجھاتا۔ کبھی قرآن کریم کی ایسی تشریح پیش کرتا جس میں اتنی گہرائی۔ اتنی ندرت ہوتی کہ آج تک کسی کی سوچ وہاں تک نہ پہنچی ہوتی۔ اور جب وہ جادو بیان مقرر جس کی سامع پہ گہری نظر ہوتی محسوس کرتا کہ فلسفہ اور مذہب کے دقیق مسائل جن کے سامع عادی نہیں وہ فہم و ادراک کی چمک مفقود ہو رہی ہے۔ تو ایک کھنکتا ہوا لطیفہ محفل کو زعفران زار بنا دیتا۔ بلکہ وہ گتھیاں جو کم علم والوں سے نہیں کھلی رہی تھیں وہ بھی سلجھ جاتیں ایک عمدہ مثال اور ایک خوبصورت لطیفہ مسائل کی باریکی کو سمجھا جاتا۔ مجمع منتظر ہوتا کہ تقریر دلپذیر ختم ہو تو وہ رخصت چاہے۔ مگر اس کی بھی اپنی مجبوری ہے۔ مجبوراً بے بادل ناخواستہ رخصت ہونا پڑتا تمام کا دامن پھیل جاتا۔ اور بھیڑ گھر کو تمام ہوتی چلی جاتی مگر انداز کی بارش ہے کہ برسے چلی جا رہی ہے قمقمے جگمگا اٹھے دیئے روشن ہو جاتے مگر وہ روشنی جو شمع سے پھوٹ رہی ہوتی وہ زیادہ روشن اور زیادہ فروزاں ہوتی۔ آخر ہاتھ دعا کے لئے اُٹھتے ہر کوئی اللہ کے حضور گڑگڑا رہا ہوتا ہچکیاں بندھ جاتیں۔ آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ ایک اور برسات زاری و الحاح سے کی گئی دعاؤں کی پیدا کردہ برسات معلوم ہوتا اللہ میاں قریب آ گئے۔ دعائیں قبول ہوئیں۔ دل ہلکے ہوئے۔ گناہ دُھل گئے۔ تسکین قلب ملی۔ ایک طمانیت ملی سکون میسر آ گیا اور پھر ہاتھ منہ تک پہنچتے ہی تھے کہ ایک نہایت سہانی ایک بہت ہی پیاری نہایت دلکش سلام کی آواز پھر کانوں میں گونجتی۔

یہ الوداعی پیغام تھا جو سلامتی دیتا چلا گیا۔ یہ پیاری آواز آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے۔ آج بھی اس کا ارتعاش محسوس ہوتا ہے۔ مگر اب تو وہ محض ایک تسکین یاد رہ گئی ہے۔ ایک خوبصورت آواز جو ماضی کی تہوں میں لپٹ لپٹا کے کہیں محفوظ ہو گئی شاید سائنس کی کوئی ایجاد اس آواز کو ایک بار پھر سنا دے۔ مگر ہماری قسمت کہاں۔ خوش نصیب ہوں گے وہ جو اس سہانی آواز کے ارتعاش کو پھر سے محسوس کریں گے۔

جی چاہتا ہے کہ جلسۂ قادیان کی روئیداد لمبی ہوتی چلی جائے۔ سہانی یادیں ماضی کے جھلمن سے جھانکتی جائیں اور میں ان حسین نظاروں کی تصویر کشی کرتا چلا جاؤں۔ مگر دنیا ہی بدل گئی۔ فضا بدلی۔ ماحول بدلا۔ وہ عظیم انسان رخصت ہوا مگر یہ غنیمت ہے کہ ایک اس جیسا وجود آج کے جلسۂ قادیان کا مہمان ہو رہا ہے۔ پھر قادیان کی جلسہ گاہ ہجوم خلق کا نظارہ پیش کرے گی۔ پھر ایک وجود سامعین کے کانوں میں رس گھولے گا۔ پھر وہ نور سے جھولیاں بھر دیں گے اور پھر قادیان کی بستی پہ ایک نور نازل ہو گا ایک نیا سویرا ہو یدا ہو گا۔ بہاروں کی نوید ملے گی۔ فریادیوں کی فریادیں سنی جائیں گی۔ اللہ کی رحمتوں اور فضلوں سے ہر وجود شادان و فرحاں ہو گا اور ہر دل اللہ کی حمد کے ترانے گائے گا۔ اللہ کرے ہم بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہوں۔

وقفِ نو میں بچے پیش کرنے والے خوش قسمت والدین کیلئے

پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

"میں جماعت کے اس حصے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقفِ نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کیلئے تیار کرنا شروع کریں۔ یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں۔ اور ان سے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے اُن کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے۔ جتنی محبت خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے۔ یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے" (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

اعلانات نکاح

(۱):- مکرم مبارک احمد صاحب ابن مکرم خواجہ صاحب شورا پوری ساکن یادگیر کا نکاح مکرمہ فریدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم خواجہ صاحب جاگیردار ساکن یادگیر کے ہمراہ مبلغ ۱۵۲۵/- روپے حق مہر پر مورخہ ۲ کو مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پڑھا۔ اسی خوشی کے موقعہ پر مکرم خواجہ صاحب شورا پوری نے اعانت بدر میں مبلغ ۲۵ روپے ادا کئے ہیں۔

(۲):- مکرمہ صابرہ بیگم صاحبہ بنت مکرم خواجہ صاحب شورا پوری کا نکاح مکرم غلام احمد صاحب شاہ آبادی ابن مکرم محمود احمد صاحب شاہ آبادی کے ہمراہ مبلغ ۱۵۲۵/- روپے حق مہر پر مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے مورخہ ۲ کو پڑھا۔ اس موقعہ پر مکرم خواجہ صاحب شورا پوری نے مبلغ ۲۵/- روپے اعانت بدر ادا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو رشتوں کو ہر جہت سے مبارک کرے۔

(عبد القادر شمیم نمائندہ بدر)

قرارداد تعزیت

بر وفات

مکرم مولانا مبارک احمد صاحب ساقی ایڈیشنل وکیل التصنیف لنڈن

احباب جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کے لئے یہ خبر نہایت غم اور صدمہ کا باعث ہوئی کہ مکرم مولانا مبارک احمد صاحب ساقی خادم سلسلہ بھرپور خدمتِ سلسلہ بجالاتے ہوئے مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ دن کے گیارہ بجکر ۳۵ منٹ پر اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم ساقی صاحب مکرم چوہدری فضل دین صاحب کے بیٹے تھے۔ اور اُن کے دادا مکرم چوہدری پیر محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ۹ دسمبر ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۰ سے ۱۹۵۲ء تک مولوی فاضل اور شاہد کلاس کی کامیابی حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگی اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ پہلے آپ نائیجیریا تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۹۵۶ء میں ایک سال کے لئے ان کی تقرری انگلستان میں بطور مبلغ سلسلہ ہوئی۔ ۱۹۵۸ء میں سیرالیون اور بعد ازاں ۱۹۶۰ء میں لائبیریا کے امیر اور مشنری انچارج کے فرائض سرانجام دیئے۔ مغربی افریقہ کے دور دراز علاقوں میں محترم ساقی صاحب مرحوم نے تبلیغی جہاد کا پائیدار نقش چھوڑا۔ ۱۹۷۸ء میں انگلستان واپس آئے۔ یہاں آپ نے مبلغ سلسلہ اور بعد ازاں نائب امام مسجد فضل لندن کے طور پر خدمت کی۔ اسی دوران جب ۱۹۸۴ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی لندن تشریف آوری سے تبشیر کے کاموں میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ تو ساقی صاحب کو اوّل ناظر اشاعت کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ بعد میں انہیں ایڈیشنل وکیل التبشیر مقرر کر دیا گیا۔ وفات کے وقت آپ ایڈیشنل وکیل التصنیف کے عہدہ پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اور احباب جماعت میں مقبولیت کا مقام رکھتے تھے۔ زندگی کے آخری سانس تک خدمتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق ملی۔ اگرچہ ایک عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ اور ڈاکٹری رائے کے مطابق دل کا اکثر حصہ بیماری کی زد میں آچکا تھا۔ امریکہ میں ان کے دل کا آپریشن ہوا۔ اور دل کی نالیاں کام کرنے لگیں۔ لیکن اس کے باوجود خدمت کی بجا آوری کا سلسلہ جاری رہا۔

چند روز پیشتر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر آپ لتھوانیا تشریف لے گئے۔ اور وہاں جماعت کے قیام کے سلسلہ میں اپنی کوششوں میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی۔

زندگی کے آخری روز بھی حسبِ معمول مسجد فضل لندن آنے کی تیاری کر چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں کوچ کا پروانہ مل گیا۔ اور چند لمحوں میں وہ اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اس طرح آپ خدمت کرتے کرتے اس دُنیا سے رخصت ہوئے اور بہت ہی نیک انجام ہوا۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

ہم ان کی وفات پر ان کی اہلیہ مکرمہ امۃ الواحد صاحبہ ان کے بچوں نیز دیگر تمام افرادِ خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم ساقی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور لواحقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین۔

(راقم ہیں ممبران جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ)

دُعائے مغفرت

میری ہمشیرہ محمودہ بیگم صاحبہ کے ہاں لڑکی تولد ہوئی اور چار یوم کے بعد انتقال کر گئی۔ اس کے ایک ماہ بعد یکایک دل کا دورہ پڑنے سے ۴-۴-۹۲ بروز جمعرات رات ۱۲/۳۰ بجے میری ہمشیرہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس صدمہ کی وجہ سے میری والدہ۔ والد بہن بھائی بہت پریشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (منیر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ جنڈ پور)

اخبار وطن لندن کی ایک خبر

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا کی وفات حسرت آیات پر اخبار وطن لندن نے اپنے شمارہ ۷-۴-۹۲ میں ایک خبر جنازے کی تصاویر کے ساتھ شائع کی جن میں تدفین کے موقع پر ممبر پارلیمنٹ مسٹر ٹام کاکس کے علاوہ دیگر سرکردہ حضرات شامل ہیں۔ (ادارہ)

جماعت احمدیہ کے سربراہ طاہر احمد کی اہلیہ کو ووکنگ کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا

لندن۔ (وطن نیوز) جماعت احمدیہ کے سربراہ طاہر احمد کی اہلیہ کے جنازہ میں پاکستان بھارت، گھانا، ڈنمارک، سویڈن، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، کینیڈا اور امریکہ سے احمدیہ فرقہ کے سربراہان کے علاوہ تقریباً پانچ ہزار احمدیوں نے شرکت کی۔ مرحومہ کی نمازِ جنازہ ٹیلفورڈ میں واقع احمدی سنٹر "اسلام آباد" میں طاہر احمد نے خود پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں پاکستان کے معروف نوبل پرائز یافتہ سائنسدان پروفیسر سلام بھی شریک تھے۔ جنازہ کی نماز کو سٹیلائٹ ٹی وی کے ذریعے بھی نشر کیا گیا۔ جسے دُنیا کے مختلف ممالک میں دکھایا گیا۔ ٹیلفورڈ سے جنازہ ووکنگ کے قبرستان لے جایا گیا جہاں مرحومہ کو خلیفہ طاہر احمد اور احمدی فرقہ کے سرکردہ رہنماؤں نے لحد میں اُتارا۔ قبرستان میں مختلف مذاہب کے نمائندے بھی موجود تھے جن میں ایم پی ٹام کاکس بھی شامل تھے۔ ٹیلفورڈ میں ان ہزاروں افراد کے قیام و طعام کا بھی انتظام کیا گیا تھا جو خصوصی طور پر مرحومہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

جماعت احمدیہ کا موقف

ہفت روزہ وطن شمارہ ۲۸ مارچ تا ۲ اپریل میں پاکستان میں سیاسی جماعتوں اور اُن کے لیڈروں کی فہرست دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ سیاسی جماعتوں کی تعداد ۱۲۵ تک پہنچ گئی ہے۔ غلطی سے اس فہرست میں جماعت احمدیہ اور اس کے سربراہ مرزا طاہر احمد کا نام بھی درج ہے۔ جب کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ خالصتاً مذہبی جماعت ہے اور اس کا سیاست سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ کسی انتخاب میں جماعت احمدیہ نے کبھی کوئی نمائندہ کھڑا نہیں کیا اور فی زمانہ پاکستان میں کسی احمدی کا کوئی ووٹ تک نہیں ہے۔ کیونکہ ووٹ بنانے کے لئے ایک احمدی کو اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ غیر مسلم ہے جماعت احمدیہ کے پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ احمدیہ جماعت کو سیاسی جماعتوں کے زمرے میں ہرگز شامل نہ کیا جائے۔

درخواست ہائے دُعا

● مکرم خلیل احمد صاحب بشیر مغربی جرمنی سے یکصد روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنے اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی کاروبار میں برکت، والدین اور بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی درازی عمر کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (عبدالقدیم نیاز قادیان)

● خاکسار نے امسال سائنس (science) کا امتحان دیا ہے۔ خاکسار ذہنی لحاظ سے بہت کمزور ہے۔ امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (شیخ فرید احمد مبارک)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۵-۴-۹۲ کو مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس نے عزیزہ فرحانہ بیگم بنت مکرم محمد عبدالقیوم صاحب حیدرآباد کا نکاح ہمراہ عزیزم نسیم احمد الدین صاحب ابن مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب گیارہ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ احباب سے درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔ اس موقعہ پر مکرم محمد عبدالقیوم صاحب اور مکرم بشیر الدین الہ دین صاحب نے ۱۰۰/۱۰۰ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

(ایم اے ستار سیکرٹری رشتہ ناطہ حیدرآباد)

شاہراہِ غلبۂ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

آل بنگال احمدیہ کانفرنس و اجتماعات مجالس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ

مغربی بنگال میں ضلع بیربھوم جہاں کے بیروں نے اپنے ضلع کو شانتی نکیتن (دارالسلام) بناکر سچ مچ شانتی کا گہوارہ بنا دیا ہے ہر طرف خوشحالی۔ ہریالی اور اس کے ساتھ رابندر ناتھ ٹیگور کی شانتی باتی گویا اس ضلع کا طرۂ امتیاز ہے۔ چنانچہ موضع گنگارام پور و شانتی نکیتن۔ بول پور میں یکم تا ۳؍مئی آل بنگال احمدیہ کانفرنس و اجتماعات منعقد ہوئے۔ یکم مئی بروز جمعہ صبح تہجد اور پھر نماز و درس کے ساتھ اجتماعات کا پروگرام شروع ہوا۔ اجتماع میں اطفال۔ خدام اور انصار کے علمی و ورزشی مقابلے ہوئے۔ یکم مئی کو رات مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد ایک تربیتی اجلاس ہوا۔ جس میں مغربی بنگال کے مختلف علاقوں میں متعین معلمین اور بعض دوسرے عہدہ داروں نے تقاریر کیں۔ اسی طرح دوسرے دن ۲؍مئی کو بھی انصار، خدام، اطفال کے مختلف علمی مقابلے ہوئے اور رات کو تربیتی اجلاس ہوا جس میں علمی اور فقہی سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ رات کے کھانے کے بعد جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۱ء کی ویڈیو کیسٹ بھی دکھائی گئی۔ تیسرے روز صبح کو سارے احباب بذریعہ بس بول پور پہنچے جہاں کے میونسپلٹی ہال میں ایک جلسہ پیشوایانِ مذاہب زیر صدارت مکرم جناب ماسٹر مشرق علی صاحب صوبائی امیر مغربی بنگال ہونا تھا۔ اس جلسہ کے مہمانِ خصوصی شری سوبا ساکی بھٹاچاریہ جی تھے۔ جو وشو بھارتی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ اس اجلاس میں بڑی اچھی حاضری اور باذوق لوگوں کی کثرت تھی جنہوں نے بڑی دلچسپی سے سارے پروگرام سنے۔ اجلاس سے قبل تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ تقریباً ۷ بجے شام جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ برخاست ہوا۔

(خاکسار، محمد فیروز الدین آفریسکرٹری تبلیغ و تربیت جماعت احمدیہ کلکتہ)

صوبہ آسام میں تبلیغ اور مخالفت کی شدت

مخالفینِ حق و صداقت کا ہمیشہ سے یہ ناپاک شیوہ اور مقدور بھر کوشش رہتی ہے کہ کبھی بھی حق کا بول بالا نہ ہو۔ خواہ ان ناپاک عزائم میں کامیابی کے لئے گزرے سے گندہ ہتھکنڈہ ہی کیوں نہ اپنانا پڑے۔ صوبہ آسام میں سوائے چند ایک فیمیلیوں کے زیادہ تر نو مبائعین حضرات پر مشتمل احمدی ہیں۔ جن پر کئی مراحل ابتلاؤں کے آتے اور آرہے ہیں۔ مخالفین نے آتشِ حسد کے سبب احمدیت کو ان علاقوں سے نیست و نابود کرنے کے لئے جہاں تک بھی بس چل سکا علماءِ سوء کے اشاروں پر کیا۔ مگر پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تو یہ لوگ ایک دن آسام کی ایک معروف شخصیت (پیر صاحب) جناب الحاج مولانا احمد علی صاحب باشقندی (جن کے آسام میں لاکھوں مرید ہیں) کو کافی خرچ کرکے لائے۔ جگہ جگہ احمدیت کے خلاف جلسے کرکے مقررین نے احمدیت کے خلاف سراسر جھوٹے الزامات لگائے گندی زبان کا استعمال اور بدکلامی بھی کی۔ اور شرپسندوں کو مزید اکسانے کے لئے اس معروف عالم باشقندی نے نعوذ باللہ حضرت مہدی پاک علیہ السلام کی مقدس تصویر پر لوگوں کے سامنے تھوکا اور پاؤں تلے روندا۔ (اللہ رحم کرے) مار پیٹ بھی ہوئی پھر بھی آسام میں کشتی احمدیت کو کسی طرح کا گزند پہنچانے میں کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر مخالفین ایک اور ہنگامی فیصلہ کرکے ایک بار پھر احمدیت کے خلاف بازار گرم کرنے کے لئے خصوصی رابطہ کرکے ایم۔ پی مولانا اسعد مدنی کو لے آئے۔ مدنی صاحب بھی کچھ کم نہ تھے۔ موصوف دائرہ شرافت کے تمام حدود و قیود کو پھلانگتے ہوئے کلی طور پر خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ کر عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہاں تک کذب بیانی کرنے لگے کہ "یہ قادیانی یہاں پر بالی کوری آسام میں کس طرح آگئے بڑی حیرانی اور افسوس کی بات ہے۔ کیونکہ یہ قادیانی گروہ ہندوستان کے کسی بھی بڑے شہر میں نہیں ہے۔ کلکتہ۔ دہلی۔ مدراس۔ بمبئی۔ حیدرآباد وغیرہ۔" بہرحال بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانوں کو اپنے اس ناپاک طریق کار سے یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ یہ لوگ (احمدی) سوائے پنجاب کے اور کہیں پائے نہیں جاتے۔ تو پھر کیونکر یہ لوگ پنجاب سے آسام آگئے۔ اس لئے آسام والے اس کے جوابدہ ہیں خدا کے حضور۔ مدنی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے احمدیت کے خلاف صرف لیکچر وغیرہ دینے پر اکتفا نہ کیا بلکہ کئی قسم ناپاک منصوبے بھی مرتب کئے ان میں ایک یہ کہ ان لوگوں (احمدیوں) سے بائیکاٹ کیا جائے۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا رابطہ نہ رکھا جائے کوئی لین دین نہ کیا جائے۔ حتی المقدور ہراساں کیا جائے اس طرح پھر یہ لوگ مجبور ہو کر اپنے آبائی دین پر لوٹ آئیں گے۔ (نعوذ باللہ)۔ چنانچہ ابھی حال ہی میں جماعت احمدیہ بالی کوری ضلع برپیٹا میں ایک غریب احمدی فیملی کا بائیکاٹ کرنے کا ایک ناپاک فیصلہ کرکے اس پر ایک حد تک عملدرآمد بھی کیا گیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس علاقہ میں رفیق الاسلام نام کے ایک احمدی مزدور رہتے ہیں۔ ان کی بیوی اور پانچ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ایک اچانک اس گاؤں کے چھ سرکردہ لوگ ایک جمعیت کے ساتھ ان کے گھر آدھمکے اس وقت رفیق الاسلام صاحب تلاشِ معاش میں ناگالینڈ گئے ہوئے تھے۔ ان پر کئی قسم کی پابندیاں عائد کر گئے۔ مثلاً ان کے ساتھ کوئی لین دین نہ کرے۔ کسی قسم کا کوئی تعاون نہ دے۔ ہمارے راستوں پر چلنے کی اجازت نہیں۔ ایک دکاندار جس سے یہ سودا لیتے تھے اُسے سودا دینے سے روک دیا۔ ایک پڑوسی کے کنوئیں سے یہ لوگ پانی لیکر

پہنچتے تھے، پانی دینے سے منع کرتے ہوئے یہ وارننگ دی کہ خلاف ورزی کی صورت میں فی بالٹی پچاس روپے جرمانہ کیا جائے گا۔ اس غریب احمدی فیملی نے دریافت کیا کہ آخر ہمارا قصور کیا ہے؟ جواب ملا تم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دھرم میں چلے گئے ہو۔ یہ ہے وہ دردناک صورتِ حال۔ پاکستانی نام نہاد مسلمانوں کے نقشِ قدم پر چلا جارہا ہے۔ یہ فیملی احمدیت پر قائم ہے اس کی مزید استقامت اور دوسرے مخالفین کی ہدایت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار:۔ سیّد قیام الدین برقؔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔

"پینڑا اجاترا" کے موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کا بُک فیئر

چند سالوں سے مجلس خدام الاحمدیہ سونگڑہ (اڑیسہ) کو اپنے علاقہ کے ہندوؤں کے معروف تہوار "پینڑا اجاترا" میں بُک سٹال لگانے کی توفیق مل رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ امسال بھی ۵؍اپریل ۱۹۹۲ء میں اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے سٹال لگایا گیا۔ مختلف قسم کی اعلیٰ مطبوعات سے اسٹال کو آراستہ کیا گیا۔ ہمارے کتب خانہ کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ قرینے کے ساتھ لگائے گئے اسلامی لٹریچر کے وسط میں جلی حروف میں کلمہ طیبہ اور زندگی بخش پیغام "محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں" لکھا ہوا نظر آرہا تھا۔ قابلِ فروخت کتابوں کے علاوہ کافی تعداد میں پیغامِ صداقت سے متعلق فولڈرز وغیرہ مفت تقسیم کرکے سینکڑوں لوگوں تک تحریکِ احمدیت کا امن بخش حیات آفریں پیغام پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اہلِ علم حضرات ذوق و شوق کے ساتھ ہمارے اسٹال پر تشریف لائے۔ کتابیں خرید کر بڑے پاکیزہ ماحول میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے متعلق معلومات حاصل کرکے قلبی طور پر طمانیت و مسرت کا اظہار کیا۔ اُڑیہ زبان میں ترجمہ قرآن مجید کا مطالبہ کیا گیا۔ بلکہ آرڈر بُک کروایا گیا۔ یہ اسٹال دو دن تک لگا رہا۔ اگرچہ بعض ملّاں لوگوں کو ہمارے اسٹال کے قریب آنے، کتابیں خریدنے پڑھنے سے روکتے رہے مگر حق کے متلاشی ہمارے اسٹال پر آنے سے نہ رُک سکے۔ بلکہ کشاں کشاں کھچے چلے آئے۔ اور احمدیت سے متعلق معلومات حاصل کرکے احمدیت کی خدمتِ انسانیت کے دلکش اصول کو خراجِ عقیدت پیش کرتے رہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اگرچہ یہ اسٹال خدّام کی طرف سے لگایا گیا تھا مگر حوصلہ افزائی کے لئے جماعت کے انصار بزرگان بھی گاہ بگاہ تشریف لاتے رہے اور خاص کر ہمارے بزرگ محترم سیّد علاّم الدین صاحب شاہ قادری ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر اور مکرم مولوی سیّد قیام الدین صاحب برقؔ مبلغ سلسلہ نے خصوصی تعاون اور مفید مشورے دیئے۔ اسی طرح خدّام میں سے مکرم سیف الرحمٰن صاحب بی۔ اے نے بھی مخلصانہ تعاون دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی میں برکت دے اس کو قبول کرتے ہوئے اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور ہمیں بیش از بیش خدماتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؎

خاکسار:۔ سیّد انوار الدین احمد۔ قائد مجلس خدّام الاحمدیہ سونگھڑہ۔

پاکستان میں شناختی کارڈ .... بقیہ صفحہ (۲)

اخبار نے ان لیڈروں کی شناخت نہیں بتائی لیکن سب جانتے ہیں کہ سُنّی مسلمانوں میں کچھ کٹر وادی یہ مانگ کرتے رہے ہیں کیونکہ مسلم دیشوں میں روزگار کے مواقع پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ اخبار کے مطابق فیصل آباد کے پادری جان جوزف نے اس تحریک کو نسل پرستی کے مترادف قرار دیا۔

انہوں نے کہا ہے کہ شناختی کارڈوں میں مذہب کی شناخت فی الحقیقت اقلیتوں کے خلاف امتیاز ہوگا جس کی ملک کے بانی محمد علی جناح نے مخالفت کی تھی۔ پاکستان میں بڑھ رہی مذہبی عدم رواداری کے بارے فرنٹیئر پوسٹ لکھتا ہے کہ اب بلوچستان میں مسلمانوں کے ذکری فرقہ سے وہی کچھ کرنے کی تحریک ہے جو احمدیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ احمدیہ پاکستان کے قیام کی تحریک میں صفِ اوّل میں تھے لیکن 1950ء میں لاہور میں دنگے ہوئے اور 22 سال بعد غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اخبار نے لکھا ہے کہ شناختی کارڈوں میں مذہب شامل کرنے سے غیر مسلمانوں کے خلاف شوشل امتیاز ہوگا۔

اس سے پہلے سُنّی تنظیم انجمن سپاہ صحابہ نے مانگ کی تھی کہ آئین میں ترمیم کی جائے جس میں قرار دیا جائے کہ صرف سُنّی مسلمان ہی مسلح افواج کے چیف اور سپریم کورٹ و ہائی کورٹ کے جج مقرر کئے جائیں۔ اور سُنّی اور شیعوں کے الگ الیکٹورل سسٹم قائم کئے جائیں۔ پاکستان میں پہلے ہی مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے لئے جداگانہ نیابت ہے اور انجمن صحابہ چاہتی ہے شیعہ مسلمانوں کو بھی پاکستان میں اقلیت قرار دیا جائے۔

اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان کے انسانی حقوق کے کمیشن کے چیئرمین جسٹس دوراب پٹیل نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ "پاکستان نسل پرست دکنی افریقہ کا منظر پیش کرنے لگا ہے۔" (ہند سماچار جالندھر یکم جون ۱۹۹۲ء)

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال

۳۰ جون ۱۹۹۲ء کو ختم ہو رہا ہے!

جیسا کہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے علم میں ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مالی سال یکم جولائی سے شروع ہو کر ۳۰ رجون کو ختم ہوتا ہے ۔ اس درمیانی عرصہ میں مشخصہ بجٹ کو سو فیصدی وصول کر کے داخلِ خزانہ کرنا ہر جماعت کے سیکرٹریانِ مال کی ذمہ داری ہے ۔ اس اعتبار سے ۱۹۹۱-۹۲ء کا سال ختم ہونے میں صرف چند یوم باقی رہ گئے ہیں ۔ اور بجٹ کو پورا کرنے میں ایک خطیر رقم کی ضرورت ہے ۔

(۱) ۔ ہندوستان بھر کے سیکرٹریانِ مال سے گذارش کی جاتی ہے کہ ان کے پاس وصول شدہ جو بھی رقم موجود ہے وہ اوّلین فرصت میں بذریعہ ڈرافٹ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ارسال کر کے ممنون فرمادیں ۔

(۲) ۔ ایسے افراد جن کے ذمہ دورانِ سال کا لازمی چندہ قابلِ وصول ہے ، عہدیدارانِ مال ایسے افراد سے رابطہ پیدا کر کے وصولی کی کوشش کریں ۔ اور وصول شدہ رقوم اختتامِ سال سے قبل مرکز بھجوانے کا انتظام کریں ۔

(۳) ۔ موصی افراد جن کا بجٹ ایک اندازہ کے مطابق تشخیص کیا جاتا ہے اُن افراد سے مل کر دورانِ سال آمد کے مطابق باشرح وصول کر کے مرکز بھجوائیں ۔

— اس ضمن میں یہ تحریر کرنا از حد ضروری ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز کا ہندوستان کے احمدی افراد کے بجٹ کے تعلق سے یہ تاثر ہے کہ اگر افرادِ جماعت باشرح اور بروقت لازمی چندہ ادا کریں تو مرکز قادیان کی تمام ضروریات کو احسن رنگ میں پورا کر سکتے ہیں ۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفۃ المسیح کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پورا کرتا ہے ۔ بشرطیکہ پورے یقین کے ساتھ جدوجہد کی جائے ۔

جہاں تک نظارت بیت المال آمد کی کوششوں کا تعلق ہے شروع سال سے ہی سرکلر اور چٹھیوں کے ذریعہ نیز انفرادی رنگ میں احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہی ہے ۔ اور خدا کے فضل سے افرادِ جماعت اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنا چندہ باشرح ادا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں ۔ جس کی وجہ سے نظارت بیت المال آمد اس اعتبار سے مطمئن ہے کہ اختتامِ سال تک بمطابق بجٹ سو فیصدی وصولی ہو جائے گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اس تحریک کے ذریعہ تمام افرادِ جماعت تک یہ پیغام پہنچانا مقصود ہے کہ ۳۰ رجون کے بعد جو رپورٹ ہندوستان کی جماعتوں کی مالی قربانی کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے بھجوائی جاتی ہے ایسی خوشکن ہو کہ ہم پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقع کے مطابق معیاری مالی قربانی کرنے والی جماعتوں میں شمار ہو سکیں ۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور خوشنودی کو حاصل کر سکیں ۔

ناظر بیت المال آمد ۔ قادیان

تقرری ناظمین و نائب ناظمین مجلس انصار اللہ بھارت

مجالس انصار اللہ بھارت کے صوبہ جات کے ناظمین و نائب ناظمین برائے سال ۱۹۹۲ء حسب ذیل مقرر کئے جاتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ سب کو احسن طور پر مفوضہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت ۔ قادیان

(۱) ۔ آندھرا — (۱) مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب .... ناظم
(۲) ر سیٹھ مہر دین صاحب آف سکندر آباد .... نائب ناظم
(۳) ر احمد عبد الحکیم صاحب حیدر آباد .... نائب ناظم عمومی
(۲) ۔ کرناٹک — (۱) ر محمد صبغۃ اللہ صاحب بنگلور .... ناظم
(۲) ر محمد ادریس صاحب ابن مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب ایڈووکیٹ یادگیر — نائب ناظم
(۳) ۔ کیرلہ — ر ماسٹر کنہی احمد صاحب پینگاڈی .... ناظم
(۴) ۔ تامل ناڈو — ر محمد کریم اللہ صاحب نوجوان مدراس .... ناظم

(باقی آئندہ)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان
PHONE :- 04524 - 649.
پروپرائیٹر :-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے ۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX :- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF:- 6378622
RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

ارشادِ نبوی ؐ
اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ ۔ مینگولین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

AIR
"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015
پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ۔ ہوائی چپل تیز ربر ، پلاسٹک ، اور کینوس کے جوتے !!

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبر :-
43-4028-5137-5206